Postal Reg.No.GDP/001/2016-18

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 65

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly
BADAR Qadian

شمارہ 25

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

17 رمضان 1437 ہجری قمری   23 احسان 1395 ہجری شمسی   23 جون 2016ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیروعافیت ہیں۔ حضور انور نے 17 جون 2016ء کو مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ) میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

استقامت سے مُراد یہ ہے کہ ایسا ایمان دل میں رچ جائے کہ کسی ابتلاء کے وقت ٹھوکر نہ کھاویں اور ایسے طرز اور ایسے طور پر اعمال صالحہ صادر ہوں کہ اُن میں لذّت پیدا ہو اور مشقّت اور تلخی محسوس نہ ہو اور اُن کے بغیر جی ہی نہ سکیں

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود

ان آیات میں جو معرفت کا نکتہ مخفی ہے وہ یہ ہے کہ آیات ممدوحہ بالا میں خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ الٓمّٓ ذٰلِکَ الۡکِتٰبُ لَا رَیۡبَ ۚۖۛ فِیۡہِ ۚۛ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ یعنی یہ وہ کتاب ہے جو خدا تعالیٰ کے علم سے ظہور پذیر ہوئی ہے اور چونکہ اس کا علم، جہل اور نسیان سے پاک ہے اس لئے یہ کتاب ہر ایک شک وشبہ سے خالی ہے اور چونکہ خدا تعالیٰ کا علم انسانوں کی تکمیل کے لئے اپنے اندر ایک کامل طاقت رکھتا ہے اس لئے یہ کتاب متقین کے لئے ایک کامل ہدایت ہے اور اُن کو اس مقام تک پہنچاتی ہے جو انسانی فطرت کی ترقیات کے لئے آخری مقام ہے اور خدا ان آیات میں فرماتا ہے کہ متقی وہ ہیں کہ جو پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے کچھ خدا کی راہ میں دیتے ہیں اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں وہی ہدایت کے سر پر ہیں اور وہی نجات پائیں گے۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ نجات بغیر نبی کریم پر ایمان لانے اور اس کی ہدایات نماز وغیرہ کے بجالانے کے نہیں مل سکتی اور جھوٹے ہیں وہ لوگ جو نبی کریم کا دامن چھوڑ کر محض خشک توحید سے نجات ڈھونڈ ھتے ہیں۔ مگر یہ عقدہ قابل حل رہا کہ جبکہ وہ لوگ ایسے راستباز ہیں کہ پوشیدہ خدا پر ایمان لاتے اور نماز بھی ادا کرتے اور روزہ بھی رکھتے ہیں اور اپنے مالوں میں سے خدا کی راہ میں کچھ دیتے ہیں اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں پر ایمان بھی رکھتے ہیں تو پھر یہ فرمانا کہ ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ یعنی اُن کو یہ کتاب ہدایت دے گی اِس کے کیا معنی ہیں وہ تو ان سب باتوں کو بجالا کر پہلے ہی سے ہدایت یافتہ ہیں اور حاصل شدہ کو حاصل کرانا یہ تو ایک امر عبث معلوم ہوتا ہے۔

اِس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ باوجود ایمان اور عمل صالح کے کامل استقامت اور کامل ترقی کے محتاج ہیں جس کی رہنمائی صرف خدا ہی کرتا ہے انسانی کوشش کا اس میں دخل نہیں۔ استقامت سے مُراد یہ ہے کہ ایسا ایمان دل میں رچ جائے کہ کسی ابتلاء کے وقت ٹھوکر نہ کھاویں اور ایسے طرز اور ایسے طور پر اعمال صالحہ صادر ہوں کہ اُن میں لذّت پیدا ہو اور مشقّت اور تلخی محسوس نہ ہو اور اُن کے بغیر جی ہی نہ سکیں۔ گویا وہ اعمال رُوح کی غذا ہو جائیں اور اُس کی روٹی بن جائیں اور اُس کا آب شیریں بن جائیں کہ بغیر اس کے زندہ نہ رہ سکیں۔ غرض استقامت کے بارے میں ایسے حالات پیدا ہو جائیں جن کو انسان محض اپنی سعی سے پیدا نہیں کرسکتا بلکہ جیسا کہ روح کا خدا کی طرف سے فیضان ہوتا ہے وہ فوق العادت استقامت بھی خدا کی طرف سے پیدا ہو جائے۔

اور ترقی سے مُراد یہ ہے کہ وہ عبادت اور ایمان جو انسانی کوششوں کی انتہا ہے اس کے علاوہ وہ حالات پیدا ہو جائیں جو محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ بات ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ پر ایمان لانے کے بارے میں انسانی سعی اور عقل صرف اِس حد تک رہبری کرتی ہے کہ اس پوشیدہ خدا پر جس کا چہرہ نہیں دیکھا گیا ایمان لایا جائے۔ اسی وجہ سے شریعت جو انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف دینا نہیں چاہتی، اس بات کے لئے مجبور نہیں کرتی کہ انسان اپنی طاقت سے ایمان بالغیب سے بڑھ کر ایمان حاصل کرے۔ ہاں راستبازوں کو اسی آیت ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ میں وعدہ دیا گیا ہے کہ جب وہ ایمان بالغیب پر ثابت قدم ہو جائیں اور جو کچھ وہ اپنی سعی سے کر سکتے ہیں کرلیں تب خدا ایمان کی حالت سے عرفان کی حالت تک ان کو پہنچادے گا اور اُن کے ایمان میں ایک اور رنگ پیدا کردے گا۔ قرآن شریف کی سچائی کی یہ ایک نشانی ہے کہ وہ جو اُس کی طرف آتے ہیں اُن کو اُس مرتبہ ایمان اور عمل پر رکھنا نہیں چاہتا کہ جو وہ اپنی کوشش سے اختیار کرتے ہیں کیونکہ اگر ایسا ہو تو کیونکر معلوم ہو کہ خدا موجود ہے بلکہ وہ انسانی کوششوں پر اپنی طرف سے ایک ثمرہ مرتب کرتا ہے جس میں خدائی چمک اور خدائی تصرف ہوتا ہے مثلاً جیسا کہ میں نے بیان کیا انسان خدا پر ایمان لانے کے بارہ میں اس سے زیادہ کیا کرسکتا ہے کہ وہ اس پوشیدہ خدا پر ایمان لاوے جس کے وجود پر ذرّہ ذرّہ اِس عالم کا گواہ ہے۔ مگر انسان کی یہ تو طاقت ہی نہیں ہے کہ محض اپنے ہی قدموں اور اپنی ہی کوشش اور اپنے ہی زور بازو سے خدا کے انوارِ الوہیت پر اطلاع پاوے اور ایمانی حالت سے عرفانی حالت تک پہنچ جاوے اور مشاہدہ اور رؤیت کی کیفیت اپنے اندر پیدا کرلے۔

اِسی طرح انسانی سعی اور کوشش نماز کے ادا کرنے میں اِس سے زیادہ کیا کرسکتی ہے کہ جہاں تک ہو سکے پاک اور صاف ہو کر اور نفی خطرات کر کے نماز ادا کریں اور کوشش کریں کہ نماز ایک گری ہوئی حالت میں نہ رہے اور اس کے جس قدر ارکان حمد وثنا حضرت عزت اور توبہ واستغفار اور دعا اور درود ہیں وہ دلی جوش سے صادر ہوں لیکن یہ تو انسان کے اختیار میں نہیں ہے کہ ایک فوق العادت محبت ذاتی اور خشوع ذاتی اور محویت سے بھرا ہوا ذوق وشوق اور ہر ایک کدورت سے خالی حضور اُس کی نماز میں پیدا ہو جائے گویا وہ خدا کو دیکھ لے اور ظاہر ہے کہ جب تک نماز میں یہ کیفیت پیدا نہ ہو وہ نقصان سے خالی نہیں۔ اسی وجہ سے خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ متقی وہ ہیں جو نماز کو کھڑی کرتے ہیں اور کھڑی وہی چیز کی جاتی ہے جو گرنے کے لئے مستعد ہے۔ پس آیت یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ کے یہ معنی ہیں کہ جہاں تک اُن سے ہو سکتا ہے نماز کو قائم کرنے کیلئے کوشش کرتے ہیں اور تکلف اور مجاہدات سے کام لیتے ہیں مگر انسانی کوششیں بغیر خدا تعالیٰ کے فضل کے بیکار ہیں۔ اس لئے اُس کریم و رحیم نے فرمایا ھُدًی لِّلۡمُتَّقِیۡنَ یعنی جہاں تک ممکن ہو وہ تقویٰ کی راہ سے نماز کی اقامت میں کوشش کریں۔ پھر اگر وہ میرے کلام پر ایمان لاتے ہیں تو میں ان کو فقط انہی کی کوشش اور سعی پر نہیں چھوڑوں گا بلکہ میں آپ ان کی دستگیری کروں گا۔ تب اُن کی نماز ایک اور رنگ پکڑ جائے گی اور ایک اور کیفیت اُن میں پیدا ہو جائے گی جو اُن کے خیال وگمان میں بھی نہیں تھی۔ یہ فضل محض اس لئے ہوگا کہ وہ خدا تعالیٰ کے کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور جہاں تک اُن سے ہو سکا اُس کے احکام کے مطابق عمل میں مشغول رہے۔ غرض نماز کے متعلق جس زائد ہدایت کا وعدہ ہے وہ یہی ہے کہ اس قدر طبعی جوش اور ذاتی محبت اور خشوع اور کامل حضور میسر آجائے کہ انسان کی آنکھ اپنے محبوب حقیقی کے دیکھنے کے لئے کھل جائے اور ایک خارق عادت کیفیت مشاہدہ جمالِ باری کی میسر آجائے جو لذّات روحانیہ سے سراسر معمور ہو اور دُنیوی رذایل اور انواع واقسام کے معاصی قولی اور فعلی اور بصری اور سماعی سے دل کو متنفر کر دے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡھِبۡنَ السَّیِّاٰتِ ؕ

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22 صفحہ 136 تا 139)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

خطبہ نکاح اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم نصائح

اگر لڑکا اور لڑکی بزرگوں کی اولاد ہیں تو صرف اولاد ہونا کافی نہیں ہوگا

جب تک خود ان باتوں کا خیال نہیں رکھیں گے جن باتوں کی طرف خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے

نکاح میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں نیکیوں کو جاری رکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے

اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ یہی کامیابی ہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 27؍مارچ 2014ء بروز جمعرات مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔

تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ آمنہ مظفر (واقفہ نو) بنت مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب سیالکوٹ کا ہے جو عزیزم محمد علی ٹیپو ابن مکرم حیدر الدین ٹیپو صاحب کراچی کے ساتھ سات لاکھ روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا: عزیزہ آمنہ مظفر کی والدہ اپنے ننھیال اور ددھیال دونوں طرف سے صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں سے ہیں اور والد کا تعلق بھی سیالکوٹ کی پرانی خدمت کرنے والی فیملی سے ہے۔

حضور انور نے دریافت فرمایا: یہ مظفر صاحب خواجہ سرفراز کے بھائی ہیں؟ اثبات میں جواب پر حضور انور نے فرمایا: ان کے ایک بھائی امیر ضلع سیالکوٹ بھی ہیں۔ ان کے بھائی خواجہ سرفراز صاحب وفات پا گئے ہیں لیکن جماعت کے وکیل تھے اور 74 میں بھی اور 84 میں بھی اور اس کے بعد جب تک اُن کی زندگی رہی، جماعت کے افراد پر یا جماعت پر من حیث الجماعت جتنے بھی ناجائز مقدمے بنتے رہے، ان میں وہ ہمیشہ پیش ہوتے رہے اور بے لوث ہوکر انہوں نے یہ خدمت سرانجام دی۔ بہرحال یہ خاندان پرانا خدمت گزار خاندان ہے۔

اور اسی طرح جو لڑکا ہے اس کے دادا بھی انشاءاللہ خان صاحب چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ تھے اور صدر انجمن کے، جماعت کے آڈیٹرز میں سے تھے۔ بڑا لمبا عرصہ ان کو بھی اس طرح خدمت کی توفیق ملی۔ اس کے والد حیدر الدین ٹیپو صاحب جو ہیں گزشتہ سال یہاں جو روٹی پلانٹ لگا ہے اس میں ان کا بڑا کردار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے لوث ہوکر انہوں نے اس میں نہ صرف یہ کہ اس پلانٹ کو انسٹال کیا بلکہ جلسہ کے دوران بھی مستقل موجود رہے اور ڈیوٹی دیتے رہے۔ اور روٹی کی کوالٹی وغیرہ کی بھی نگرانی کرتے رہے اور بلکہ ساتھ کام بھی کرتے رہے۔ اسی طرح ربوہ میں بھی اور قادیان میں بھی انہوں نے پلانٹ لگانے میں کافی خدمت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی جزا دے۔

لیکن یہ ساری باتیں آئندہ آنے والوں کو بھی یاد رکھنی چاہئیں کہ اگر وہ لڑکا اور لڑکی بزرگوں کی اولاد ہیں تو صرف اولاد ہونا کافی نہیں ہوگا جب تک خود ان باتوں کا خیال نہیں رکھیں گے جن باتوں کی طرف خدا تعالیٰ نے توجہ دلائی ہے۔ نکاح میں جو آیات پڑھی جاتی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان میں نیکیوں کو جاری رکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی طرف توجہ دلائی ہے کہ یہی کامیابی ہے۔ بیشک دنیا کے کاروبار، دنیا کے بزنس ظاہری طور پر کسی کو کامیاب کر دیتے ہیں لیکن حقیقی کامیابی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسی وقت ہوگی جب کل پر تمہاری نظر ہوگی۔ اور یہ کل دو طرح کی ہے۔ ایک اپنی کل کہ ہم نے اُن نیکیوں کو سرانجام دینا ہے جو آئندہ مرنے کے بعد کی ہماری زندگی میں کام آئیں۔ اور ایک وہ کل جو ہم نے اپنی اولاد کی تربیت کر کے ان میں ان نیکیوں کو پیدا کرنا ہے جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے قرب کی طرف توجہ دلانے والی رہیں۔ اور اس طرح ایک کے بعد دوسری نسل میں نیکیوں کی جاگ چلتی چلی جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: صرف صحابہ کی اولاد ہونا یا خدمت گاروں کی اولاد ہونا کافی نہیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہر نفس جو ہے وہ جواب دہ ہوگا۔ اس سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اپنی کل کیلئے کیا آگے بھیجا ہے۔ پس اس بات کو ہمیشہ ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جیسا کہ میں نے کہا کہ یہ خدمت گزاروں کا خاندان ہے۔ ابھی تک بچہ بھی اور بچی بھی جماعت کی خدمت کرنے والے ہیں۔ بلکہ بچی واقفۂ نو بھی ہے۔ اس خدمت کے جذبہ کو ہمیشہ بڑھاتے چلے جائیں۔ جو عہد کیا ہے اور ہر اجلاس پر عہد کرتے ہیں، لجنہ میں بھی، ناصرات میں بھی، خدام اور اطفال میں بھی کہ جان، مال، وقت اور عزت کو قربان کریں گے، اُس عہد کا پاس رکھنے کی ہر وقت کوشش کریں گے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پاکستان کے حالات ایسے ہیں کہ وہاں ہر وقت ایسے حالات میں جہاں خوف اور خطرہ ہو گزارہ انتہائی مشکل ہوتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نوجوان ہیں، یہ بڑے احسن رنگ میں ڈیوٹیاں بھی سرانجام دے رہے ہیں۔ اور اس بچہ کے بارہ میں مجھے پتہ ہے کہ ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔ لیکن ان سب باتوں کے باوجود کبھی دل میں یہ خیال نہیں آنا چاہئے، کسی قسم کا فخر پیدا نہیں ہونا چاہئے کہ ہم خدمت کر رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ خدمت کا موقع دے رہا ہے۔ اس احسان کو ہمیشہ اپنی زندگیوں میں بھی لاگو رکھیں اور اپنی نسلوں کو بھی اس کی تلقین کرتے چلے جائیں۔ اللہ کرے کہ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور آئندہ آنے والی نسلیں بھی اسی طرح سلسلہ کی خادم اور خلافت سے وفا اور پیار کا تعلق اور اخلاص کا تعلق رکھنے والی ہوں جس طرح ان کے آباؤ اجداد اور بڑوں نے کیا۔ ان چند الفاظ کے بعد اب میں نکاح کا اعلان کروں گا۔ لڑکی کے وکیل مکرم بشیر مبشر صاحب یہاں ہیں۔

اعلان نکاح اور فریقین میں ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

مرتبہ: ظہیر احمد خان مربی سلسلہ،
انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن

نماز جنازہ

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 31؍مارچ 2016ء بروز جمعرات بوقت صبح 11 بجے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ نصرت بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم علم دین صاحب مرحوم آف گلارچی، سندھ، حال یوکے)

23؍مارچ 2016 کو 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ آپ حضرت مولوی ابراہیم صاحبؓ آف ساہیوال صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ آپ نے زیادہ عرصہ سندھ میں گزارا۔ پندرہ سال تک جرمنی اور اب چار سال سے یوکے میں اپنی بیٹی کے ساتھ رہ رہی تھیں۔ قریباً ایک سال سے بوجہ کینسر بیمار تھیں۔ بہت نیک، نماز روزہ کی پابند، تہجد گذار اور ملنسار خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہے۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ خانہ بی بی صاحبہ

(اہلیہ مکرم محمد عبداللہ صاحب منڈاشی مرحوم آف قادیان)

18؍مارچ 2016 کو 93 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ مرحومہ کا خلافت سے وفا اور محبت کا خاص تعلق تھا۔ MTA پر حضور انور کا خطبہ سننے کا خاص اہتمام کرتیں اور دوران خطبہ حضور انور کیلئے دعائیں وردِ زبان رکھتیں۔ مرکز احمدیت قادیان سے آپ کو بے حد محبت تھی۔ اپنی عمر کے آخری 30 سال آپ نے قادیان میں ہی گزارے۔ اَنپڑھ ہونے کے باوجود قرآن کریم پڑھنا سیکھ لیا اور بہت سی دعائیں زبانی یاد کرلیں۔ مرحومہ چندوں میں باقاعدہ تھیں اور جماعتی تقریبات میں شوق سے شامل ہوتی تھیں۔ آخری وقت تک صوم وصلوٰۃ کی پابند رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب واقف زندگی ہیں اور ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن ووقف عارضی) قادیان اور ایک داماد مکرم مولوی محمد یوسف انور صاحب بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(2) مکرمہ صفیہ بیگم صاحبہ

(اہلیہ مکرم محمد ریاض سراء صاحب، ربوہ)

یکم مارچ 2016 کو 80 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ مرحومہ کو دوڑ ضلع نوابشاہ میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق ملی۔ آپ منکسر المزاج، غریب پرور، پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گذار، قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی نیک خاتون تھیں۔ خلافت سے وفا اور محبت کا تعلق تھا اور چندہ جات کی ادائیگی میں باقاعدہ تھیں۔ روزانہ اخبار الفضل کا مطالعہ کرتیں اور جس دن کسی وجہ سے اخبار نہ پہنچتا تو سارا دن آپ کو فکر لگی رہتی۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ نے اپنی زندگی میں ہی حصہ وصیت مکمل ادا کر دیا تھا۔

(3) مکرم اے بشیر احمد صاحب

(ابن مکرم اے علیم اللہ صاحب آف تامل ناڈو، بھارت)

22؍جنوری 2016 کو 28 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ مرحوم نے دسویں جماعت پاس کر کے اپنی زندگی وقف کی اور قادیان میں آگئے لیکن گردوں کی بیماری کی وجہ سے انہیں اپنے وطن واپس جانا پڑا۔ پنجوقتہ باجماعت نمازوں کے پابند تھے، نیز رات دیر تک نوافل ادا کرتے اور گھر والوں کو بھی نمازوں کی تلقین کرتے رہتے۔ جس ہسپتال میں زیر علاج تھے وہاں انتظامیہ کو درخواست کر کے دواؤں اور انجکشن کے سلسلہ میں غرباء کیلئے خاص سہولت دلوائی۔ غرباء سے اس ہمدردی کی وجہ سے علاقہ کے لوگوں نے ان کی بہت تعریف کی۔ خلافت اور نظامِ جماعت سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ حضور انور کے خطبات جمعہ باقاعدگی سے سنتے تھے اور خلافت کی ہر تحریک میں شامل ہونے کی کوشش کرتے۔ مرحوم کے ایک بھائی مکرم خلیل احمد صاحب معلم سلسلہ ہیں اور آجکل بدر اخبار کے تامل ایڈیشن کیلئے بحیثیت انسپکٹر خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(4) مکرم محمد اسلم صاحب

(ابن مکرم محمد رفیق صاحب، گروس گیراؤ، جرمنی)

16؍مارچ 2016 کو ایک حادثہ کے نتیجہ میں ہسپتال میں وفات پاگئے۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ جب ناصر باغ گروس گیراؤ میں مسجد کی تعمیر ہوئی تو اس وقت سے لے کر اب تک لوکل، ریجنل اور مرکزی سطح پر شعبہ ضیافت میں خدمت انجام دیتے رہے۔ حادثہ والے دن بھی ناصر باغ میں ایک جماعتی پروگرام میں ضیافت کے فرائض انجام دینے کے بعد واپس گھر آکر گاڑی پارک کر کے باہر نکلے تو دوسری طرف سے آنے والی تیز رفتار گاڑی سے ٹکرانے کے باعث شدید زخمی حالت میں ہسپتال لائے گئے جہاں دس دن زیر علاج رہنے کے بعد وفات پاگئے۔ مرحوم ہمیشہ مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے۔ خوش مزاج، ملنسار اور محنتی انسان تھے اور سب رشتہ داروں، ہمسایوں اور اپنے ساتھ کام کرنے والوں کا خیال رکھتے تھے۔ مرحوم نے پسماندگان میں والد اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

(5) عزیزہ امۃ الہادی (بنت مکرم قمر الضیاء صاحب شہید، کوٹ عبدالمالک ضلع شیخوپورہ)

24؍مارچ 2016 کو تقریباً پانچ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ واناالیہ راجعون۔ مرحومہ پیدائشی طور پر دل کے مرض میں مبتلاء تھیں۔ مستقل دواؤں سے علاج تو ہورہا تھا لیکن والد کی شہادت کے بعد انہیں بہت یاد کرتی رہتی تھیں اور وفات سے تین دن قبل اس میں بہت زیادہ شدت آگئی تھی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

انشاءاللہ تعالیٰ تین چار دن تک رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے
ان دنوں میں روزے لمبے دن ہونے کی وجہ سے گرم ممالک میں بڑے سخت بھی ہوتے ہیں
لیکن اس کے باوجود ہر صحت مند بالغ پر یہ فرض ہیں، ہاں بعض حالات میں روزے رکھنے میں سہولت بھی دی گئی ہے

اسلام کے جو بنیادی رکن ہیں ان کے مسائل کا علم ہونا ضروری ہے
اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور حَکم اور عدل بنا کر بھیجا ہے
جنہوں نے اسلام کی تعلیم پر بنیاد رکھتے ہوئے ہر معاملے کا فیصلہ کرنا تھا اور کیا اور ہر مسئلے کا حل بتانا تھا اور بتایا
پس اس لحاظ سے اس زمانے میں ہمیں اپنے مسائل کا حل اور علم میں اضافے کے لئے آپ علیہ السلام کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے
ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں شرعی احکامات کے بارے میں آپ علیہ السلام کا حکم یا نظریہ ہی ہمارے لئے اس مسئلے کا فقہی حل اور فیصلہ ہے

قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات و ہدایات کی روشنی میں
رمضان المبارک کے آغاز، سحری و افطاری، مسافر اور مریض کے روزہ، فدیہ رمضان، روزہ رکھنے کی عمر، نماز تہجد و تراویح وغیرہ کے مسائل کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03/جون 2016ء بمطابق 03/احسان 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن (لندن)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

انشاءاللہ تعالیٰ تین چار دن تک رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ ان دنوں میں روزے لمبے دن ہونے کی وجہ سے گرم ممالک میں بڑے سخت بھی ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہر صحت مند بالغ پر یہ فرض ہیں۔ ہاں بعض حالات میں روزے رکھنے میں سہولت بھی دی گئی ہے۔ ان گرم ممالک میں بھی بعض مزدوروں کو یا بعض اور شرائط ہیں کہ اگر ایسے حالات ہوں کہ وہ روزے نہ رکھ سکیں تو سہولت ہے۔ اسی طرح بعض ممالک جہاں آجکل بائیس تیئس گھنٹے کا دن ہے اور صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کی رات ہے، وہ بھی رات نہیں بلکہ روشنی ہی رہتی ہے یا جُھٹ پٹے کا وقت رہتا ہے اس لئے وہاں کی جماعتوں کو بتا دیا گیا ہے کہ وقت کے اندازے کے مطابق اپنی سحری اور افطاری کے وقت مقرر کر لیں جو آجکل اکثر جگہ قریبی ملکوں کے اوقات پر محمول کر کے یا ان کے اوقات کا اندازہ رکھتے ہوئے تقریباً اٹھارہ انیس گھنٹے کا روزہ ہوگا۔ ان ملکوں میں اگر اس طرح نہ کیا جائے تو سحری اور افطاری کا کوئی وقت ہی نہیں ہوگا۔ نہ تہجد پڑھی جا سکے گی نہ ہی عشاء اور فجر کی نمازوں کے اوقات معین ہو سکیں گے۔ بہرحال ان علاقوں میں جو جماعتیں ہیں وہ اس کے مطابق عمل کرتی ہیں، کس طرح انہوں نے ایڈجسٹ کرنا ہے۔

روزے اسلام کے بنیادی رکنوں میں سے ہیں اور انہیں پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ روزوں کے متعلق بعض چھوٹے چھوٹے سوال بھی اٹھتے ہیں۔ سحری کے وقت کے متعلق، افطاری کے متعلق، بیماری کے متعلق، مسافر کے متعلق، اس طرح مختلف سوال ہوتے ہیں۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہر سال لاکھوں لوگ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں سے بھی اور غیر مذاہب میں سے بھی شامل ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں بھی بعض احکامات کے بارے میں مختلف فقہی نظریات ہیں۔ ان نظریات کے ساتھ جب وہ جماعت میں آتے ہیں تو بعض باتیں ان میں بے چینیاں پیدا کر دیتی ہیں۔ بعض وضاحتیں وہ لوگ چاہتے ہیں۔ بعض تفصیلات چاہتے ہیں یا بعض سوال اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح بعض غیر مذاہب سے آنے والے بالکل ہی بعض چیزوں کا علم نہیں رکھتے بلکہ ان کو علم ہوتا ہی نہیں وہ تو نئے طور پہ سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے اسلام کے بنیادی جو رکن ہیں ان کے مسائل کا علم ہونا ضروری ہے۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور حَکم اور عدل بنا کر بھیجا ہے جنہوں نے اسلام کی تعلیم پر بنیاد رکھتے ہوئے ہر معاملے کا فیصلہ کرنا تھا اور کیا اور ہر مسئلے کا حل بتانا تھا اور بتایا۔ پس اس لحاظ سے اس زمانے میں ہمیں اپنے مسائل کا حل اور علم میں اضافے کے لئے آپ علیہ السلام کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔

اس وقت روزوں کے حوالے سے جیسا کہ میں نے کہا سوال اٹھتے رہتے ہیں بعض سوالوں کے جواب یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ان کے بارے میں کیا مؤقف تھا یا کیا آپ نے حکم فرمایا۔ کیا آپ کا فتویٰ تھا۔ ان کے بارے میں بیان کروں گا۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں شرعی احکامات کے بارے میں آپ علیہ السلام کا حکم یا نظریہ ہی ہمارے لئے اس مسئلے کا فقہی حل اور فیصلہ ہے۔

پہلی بات تو ہمیشہ یہ یاد رکھنی چاہئے کہ اسلام پر عمل کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اس لئے تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے روزوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو سامنے رکھیں کہ ''اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔'' (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں مثلاً رمضان کے بارے میں مختلف بچے بھی سوال کرتے ہیں کہ رمضان اور عید وغیرہ جو ہیں ہم غیر احمدی مسلمانوں سے مختلف وقت میں کیوں پڑھتے ہیں یا کیوں شروع کرتے ہیں۔ اوّل تو یہ کوئی اصول نہیں کہ ہمارے رمضان شروع کرنے کے دن اور عید کا دن ضرور مختلف ہو۔ اور نہ ہی ہم جان بوجھ کر اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ کئی ایسے بھی سال آئے ہیں اور آتے ہیں کہ ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے روزے اور عید ایک ہی دن ہوتے ہیں۔ پاکستان میں اور مسلمان ممالک میں جہاں رؤیت ہلال کمیٹیاں حکومت کی طرف سے بنی ہوئی ہیں جب وہ یہ اعلان کرتی ہیں کہ چاند نظر آ گیا ہے اور گواہوں کی موجودگی ہے تو ہم احمدی مسلمان بھی اس کے مطابق اپنے روزے رکھتے ہیں اور روزے ہمارے ختم بھی اس کے مطابق ہوتے ہیں اور عید بھی اس کے مطابق منائی جاتی ہے۔

اِن ملکوں میں جو مغربی ممالک ہیں، یورپین ممالک ہیں نہ ہی حکومت کی طرف سے کسی رؤیت ہلال کا انتظام ہے اور نہ ہی اس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم چاند نظر آنے کے واضح امکان کو سامنے رکھتے ہوئے روزے شروع کرتے ہیں اور عید کرتے ہیں۔ ہاں اگر ہمارا اندازہ غلط ہو اور چاند پہلے نظر آ جائے تو پھر عاقل بالغ گواہوں کی گواہی کے ساتھ، مومنوں کی گواہی کے ساتھ کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے پہلے بھی رمضان شروع کیا جا سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جو ایک چارٹ بن گیا ہے اس کے مطابق ہی رمضان شروع ہو۔ لیکن واضح طور پر چاند نظر آنا چاہئے۔ اس کی رؤیت ضروری ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ ہم ضرور غیر احمدی مسلمانوں کے اعلان پر بغیر چاند دیکھے روزے شروع کر دیں اور عید کر لیں یہ چیز غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو اپنی ایک کتاب سرمہ چشم آریہ میں بھی بیان فرمایا۔ حساب کتاب کو یا اندازے کو ردّ نہیں فرمایا۔ یہ بھی ایک سائنسی علم ہے لیکن رؤیت کی فوقیت بیان فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ''خدائے تعالیٰ نے احکام دین سہل و آسان کرنے کی غرض سے عوام الناس کو صاف اور سیدھا راہ بتلایا ہے اور ناحق کی دقّتوں اور پیچیدہ باتوں میں نہیں ڈالا۔ مثلاً روزہ رکھنے کے لئے یہ حکم نہیں دیا کہ تم جب تک قواعد ظنّیہ نجوم کے رو سے یہ معلوم نہ کرو کہ چاند انتیس کا ہوگا یا تیس کا۔ تب تک رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو۔'' (یعنی جو قواعد سائنسدانوں کی طرف سے اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ جو فلکیات کا یا ستاروں کا علم رکھتے ہیں انہوں نے جو قواعد بنائے ہیں ضروری نہیں کہ ان قواعد کی پابندی کی جائے اور اگر ان کے اندازے یہ کہتے ہیں کہ چاند انتیس کا ہوگا یا تیس کا تو اس کے مطابق عمل کرو اور چاند کو دیکھنے کی کوشش نہ

کرو۔ رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو یہ غلط ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ نہیں ہوتا رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو) اور آنکھیں بند رکھو کیونکہ ظاہر ہے کہ خواہ نخواہ اعمال دقیقہ نجوم کو عوام الناس کے گلے کا ہار بنانا یہ ناحق کا حرج اور تکلیف مالا یطاق ہے۔'' (بلاوجہ اسی بات پہ عمل کرنا کہ کیونکہ ہمیں اندازے یہ بتارہے ہیں اس لئے اس کے علاوہ ہم اور کچھ نہیں کریں گے یہ بلاوجہ کی ایک تکلیف ہے۔) فرمایا کہ ''اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے حسابوں کے لگانے میں بہت سی غلطیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ سو یہ بڑی سیدھی بات (ہے) اور عوام کے مناسب حال ہے کہ وہ لوگ محتاج منجم و ہیئت دان نہ رہیں (یعنی صرف ستاروں اور اجرام فلکی کا علم رکھنے والوں کے محتاج نہ رہیں) اور چاند کے معلوم کرنے میں کہ کس تاریخ نکلتا ہے اپنی رؤیت پر مدار رکھیں۔ صرف علمی طور پر اتنا سمجھ رکھیں کہ تیس کے عدد سے تجاوز نہ کریں۔ (چاند کو دیکھنا ضروری ہے۔ اگر دیکھنے کی کوشش کی جائے اور نظر نہ آئے تو پھر جو حساب کتاب ہے اس پہ بھی انحصار کیا جاسکتا ہے اور اس بات پہ بھی انحصار ہو کہ تیس دن سے زیادہ اوپر نہ جائیں۔ اور فرمایا کہ) اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقت میں عندالعقل رؤیت کو قیاسات ریاضیہ پر فوقیت ہے۔ (عقل بھی یہ کہتی ہے کہ جو آنکھوں سے دیکھنا ہے اس کو صرف حسابی اندازے جو ہیں ان اندازوں پر بہرحال فوقیت ہے۔) فرمایا کہ آخر حکمائے یورپ نے بھی جب رؤیت کو زیادہ تر معتبر سمجھا تو اس نیک خیال کی وجہ سے بتائید قوت باصرہ طرح طرح کے آلات دور بینی و خورد بینی ایجاد کئے۔'' (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 193-192)۔ جو یورپ کے پڑھے لکھے لوگ ہیں، عقلمند لوگ ہیں، سائنسدان ہیں انہوں نے اس بات کو معتبر سمجھتے ہوئے کہ دیکھنا جو ہے وہ بہرحال زیادہ اعلیٰ چیز ہے، اس خیال کی وجہ سے اپنے آلات بنائے ہیں۔ دُوربینیں بنائی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اجرام فلکی کو دیکھتے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا بعض دفعہ حساب میں غلطی بھی ہوسکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا اور اگر غلطی ہوجائے مثلاً اگر چاند ایک دن پہلے نظر آنا ثابت ہوجائے تو پھر کیا کیا جائے کیونکہ اس کا مطلب ہے ایک روزہ چھوٹ گیا۔ ہم نے ایک دن بعد شروع کیا اور چاند اس سے پہلے نظر آ گیا اور ثابت بھی ہوگیا کہ نظر آ گیا تھا۔ اس بارے میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سوال پیش ہوا۔ سیالکوٹ سے ایک دوست نے دریافت کیا کہ یہاں چاند منگل کی شام کو نہیں دیکھا گیا بلکہ بدھ کو دیکھا گیا ہے جبکہ رمضان بدھ کو شروع ہو چکا تھا۔ عام طور پر اس علاقے میں ہر جگہ اس واسطے پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا۔ اس نے پوچھا کہ روزہ تو بدھ کو رکھا جانا چاہئے تھا۔ ہمارے ہاں پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا۔ اب کیا کرنا چاہئے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے عوض میں ماہ رمضان کے بعد ایک روزہ رکھنا چاہئے۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 437۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ جو روزہ چھوٹ گیا وہ رمضان کے بعد پورا کرو۔

اسی طرح سحری کھانے کا معاملہ ہے۔ سحری کھا کر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب برکۃ السحور ...... الخ حدیث 1923)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اور جو اپنے جماعت کے احباب افراد تھے ان کو بھی کہا کرتے تھے کہ سحری ضروری ہے۔ اسی طرح جو مہمان قادیان میں آیا کرتے تھے ان کے لئے بھی سحری کا باقاعدہ انتظام ہوا کرتا تھا بلکہ بڑا اہتمام ہوا کرتا تھا۔

اس بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ آپ نے سحری کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ (سحری کے وقت دال روٹی کھا رہے تھے) اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں (ہیں۔ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روزے رکھ رہے ہیں۔) ہر ایک سے معلوم کرو کہ ان کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر مَیں کھا چکا تھا اور اذان بھی ہوگئی تھی۔ حضور نے فرمایا کھا لو۔ اذان جلدی دی گئی ہے۔ اس کا خیال نہ کرو۔'' (سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 127 روایت نمبر 1163)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نماز تہجد پڑھنا اور سحری کھانے کے بارے میں ایک روایت بیان فرماتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے۔ یعنی اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ تک۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع و سجود میں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا۔ نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔'' حضرت میاں بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ''خاکسار عرض کرتا ہے دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبح صادق افق مشرق سے نمودار نہ ہوجائے سحری کھانا جائز ہے۔ اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبح صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے۔ اس لئے لوگ عموماً بعض جگہوں پہ سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔ قادیان میں چونکہ صبح کی اذان صبح صادق کے پھوٹتے ہی ہوجاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہوجاتی ہو۔ اس لئے ایسے موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبح صادق کے تبیّن تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملے میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبح صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہوجائے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ تبیّن کا لفظ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بیشک کھاتے پیتے رہا کرو کیونکہ ابن مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہوگئی ہے، صبح ہوگئی۔ اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔'' (سیرۃ المہدی جلد اول حصہ دوم روایت نمبر 320 صفحہ 296-295)

گزشتہ سال ایک دوست کو مَیں نے کہا تھا کہ آپ زیادہ دیر تک سحری کھاتے رہتے ہیں۔ اس بات پر انہوں نے شاید میری بات سن کے دوبارہ روزے رکھ لئے۔ لیکن اگر یہ وقت جو تھا اس وقت سے آگے نہیں لے کر گئے تھے پھر تو ٹھیک ہے۔ روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اور اب بھی ہر ایک جائزہ لے سکتا ہے۔ یہاں تو اذانیں نہیں ہوتیں۔ صبح صادق کو دیکھنا ضروری ہے۔ جب پو پھٹتی ہے یعنی جب دھاری نمودار ہوتی ہے تو اس وقت تک سحری کھائی جاسکتی ہے۔

سحری پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کی ایک اور مثال بھی ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ 1903ء کا ذکر ہے کہ مَیں اور ڈاکٹر صاحب مرحوم رُڑکی سے آئے۔ چار دن کی رخصت تھی۔ حضور نے پوچھا کہ سفر میں تو روزہ نہیں تھا؟ ہم نے کہا: نہیں۔ حضور نے ہمیں گلابی کمرہ رہنے کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہم روزہ رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا۔ پھر فرمایا کہ آپ سفر میں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا حضور! چند روز قیام کرنا ہے۔ دل چاہتا ہے روزہ رکھوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا! ہم آپ کو کشمیری پراٹھے کھلائیں گے۔ ہم نے خیال کیا کہ کشمیری پراٹھے خدا جانے کیسے ہوں گے۔ جب سحری کا وقت ہوا اور ہم تہجد اور نوافل سے فارغ ہوئے اور کھانا آیا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود گلابی کمرے میں تشریف لائے (جو کہ مکان کی نچلی منزل میں تھا۔) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مکان کے اوپر والی تیسری منزل پر رہا کرتے تھے۔ ان کی بڑی اہلیہ کریم بی بی صاحبہ جن کو مولویانی کہا کرتے تھے کشمیری تھیں اور پراٹھے اچھے پکایا کرتی تھیں۔ حضور نے یہ پراٹھے ان سے ہمارے واسطے پکوائے تھے۔ پراٹھے گرما گرم اوپر سے آتے تھے اور حضور علیہ السلام خود لے کر ہمارے آگے رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ اچھی طرح کھاؤ۔ مجھے تو شرم آتی تھی اور ڈاکٹر صاحب بھی شرمسار تھے مگر ہمارے دلوں پر جو اثر حضور کی شفقت اور عنایت کا تھا اس سے رُوئیں رُوئیں میں خوشی کا لرزہ پیدا ہو رہا تھا۔ اتنے میں اذان ہوگئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اور کھاؤ۔ ابھی بہت وقت ہے۔ فرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرۃ:188)۔ اس پر لوگ عمل نہیں کرتے۔ آپ کھائیں ابھی بہت وقت ہے مؤذن نے وقت سے پہلے اذان دے دی ہے۔ (پھر کہتی ہیں) جب تک ہم کھاتے رہے حضور کھڑے رہے اور ٹہلتے رہے۔ ہر چند ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ حضور تشریف رکھیں میں خود خادمہ سے پراٹھے پکڑ لوں گا یا میری بیوی لے لیں گی مگر حضور نے نہ مانا اور ہماری خاطر تواضع میں لگے رہے۔ اس کھانے میں سالن بھی تھا اور دودھ سویّاں وغیرہ بھی۔

(سیرۃ المہدی جلد 2 حصہ پنجم صفحہ 203-202 روایت نمبر 1320)

بیشک اچھا کھانا تو کھائیں لیکن اس میں بھی اعتدال ہونا چاہئے۔ روزہ رکھ کر یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ ہم نے روزہ رکھنا ہے اور رکھا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ تم ایمان لاؤ اور پھر تنگیوں میں بسر کرو۔ اس لئے ہم نے روزے فرض کئے۔ (اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے) تا تمہاری تنگیاں دُور ہوں۔ یہ ایسا نکتہ ہے جو مومن کو مومن بناتا ہے۔ (یہ نکتہ بڑا یاد رکھنے والا ہے کہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا۔ اور اس کی وضاحت کیا ہے۔) یہ ایسا نکتہ ہے جو مومن کو مومن بناتا ہے اور جو یہ ہے کہ روزے میں بھوکا رہنا یا دین کے لئے قربانی کرنا انسان کے لئے کسی نقصان کا موجب نہیں بلکہ سراسر فائدے کا باعث ہے۔ جو یہ خیال کرتا ہے کہ رمضان میں انسان بھوکا رہتا ہے وہ قرآن کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھوکے تھے ہم نے رمضان مقرر کیا تا تم روٹی کھاؤ۔ پس معلوم ہوا کہ روٹی یہی ہے جو خدا تعالیٰ کھلاتا ہے اور اصل زندگی اسی سے ہے۔ اس کے سوا جو روٹی ہے وہ روٹی نہیں پتھر ہیں جو کھانے والے کیلئے ہلاکت کا موجب ہیں۔ مومن کا فرض ہے کہ جو لقمہ اس کے منہ میں جائے اس کے متعلق پہلے دیکھے کہ وہ کس کیلئے ہے۔ اگر تو وہ خدا کیلئے ہے تو وہی روٹی ہے اور اگر نفس کیلئے ہے تو وہ روٹی نہیں۔''

پس سحری اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھائی جارہی ہے تو اگر اچھی بھی کھائی جارہی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے اور وہ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں برکت ہے۔ اور پھر اگر پیٹ بھرنا ہے اور اچھی

خوراک کھانا ہے اور مزہ لینا ہے تو پھر وہ نفس کیلئے ہے۔ پھر آگے حضرت مصلح موعود نے وضاحت کی ہے کہ ’’جو کپڑا خدا کے لئے پہنا جائے وہی لباس ہے۔ جو نفس کے لئے پہنا جاتا ہے وہ ننگا ہے۔ دیکھو کیسے لطیف پیرائے میں بتایا کہ جب تک خدا کیلئے تکالیف اور مصائب برداشت نہ کرو تم سہولت نہیں اٹھا سکتے۔ اس سے ان لوگوں کے خیال کا بھی اِبطال ہو جاتا ہے جو بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کو موٹے ہونے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ (بعض لوگ ایسے ہیں جن کے وزن رمضان میں کم ہونے کے بجائے بڑھ جاتے ہیں) حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کے لئے تو رمضان ایسا ہی ہوتا ہے جیسے گھوڑے کیلئے خوید۔ (یعنی گندم اور جَو کی اچھی اعلیٰ خوراک ہوتی ہے) وہ لوگ جو ہیں ان دنوں میں خوب گھی، مٹھائیاں اور مرغن اغذیہ کھاتے ہیں اور اسی طرح موٹے ہو کر نکلتے ہیں جس طرح خوید کے بعد گھوڑا۔ یہ چیز بھی رمضان کی برکت کو کم کرنے والی ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 396-395)

اب ایک طرف حکم ہے کہ سحری کھاؤ اس میں برکت ہے۔ افطاری کرو اس میں برکت ہے۔ لیکن دوسری طرف اگر صرف کھانا ہی مقصد ہو تو ایک یہ چیز اس برکت کو کم بھی کر دیتی ہے۔ پس اعتدال ضروری ہے۔ اچھا کھاؤ لیکن اعتدال کے ساتھ۔

سفر اور بیماری میں روزہ جائز نہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ فرماتے ہیں ’’مجھے خوب یاد ہے کہ غالباً مرزا یعقوب بیگ صاحب جو آجکل غیر مبائع ہیں اور ان کے لیڈروں میں سے ہیں ایک دفعہ باہر سے آئے۔ عصر کا وقت تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زور دیا کہ روزہ کھول دیں اور فرمایا سفر میں روزہ جائز نہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ بیماریوں کا ذکر ہوا تو فرمایا۔ ہمارا یہی مذہب ہے کہ رخصتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ دین سختی نہیں بلکہ آسانی سکھاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ بیمار اور مسافر اگر روزہ رکھ سکے تو رکھ لے، ہم اس کو درست نہیں سمجھتے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محی الدین ابن عربی کا قول بیان کیا کہ سفر اور بیماری میں روزہ رکھنا آپ جائز نہیں سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک ایسی حالت میں رکھا ہوا روزہ دوبارہ رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا ہاں ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔

(خطباتِ محمود جلد 13 صفحہ 37)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اور موقع پر فرمایا جبکہ آپ خطاب فرما رہے تھے کہ مجھے ایک سوال پیش کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کے متعلق یہ فتویٰ دیا ہے کہ ’’مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا‘‘ اور حضرت مصلح موعود کو انہوں نے کہا ہے کہ الفضل میں یہ اعلان آپ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے کہ احمدی احباب جو سالانہ جلسے پر آئیں وہ یہاں آ کر روزے رکھ سکتے ہیں۔ (جلسہ سالانہ کے دنوں میں رمضان آ گیا تھا اور جلسہ انہی دنوں میں ہوا لیکن جنہوں نے روزے رکھنے تھے وہ روزے بھی رکھتے رہے۔) مگر جو نہ رکھیں اور بعد میں رکھیں ان پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ (یہ اعلان شائع ہوا ہے۔) اس کے متعلق حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’اوّل تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا کوئی فتویٰ الفضل میں شائع نہیں ہوا۔ ہاں ایک فتویٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میری روایت سے چھپا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زمانہ خلافت کے پہلے ایام میں سفر میں روزہ رکھنے سے مَیں منع کیا کرتا تھا کیونکہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا کہ آپ مسافر کو روزہ رکھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ مرزا ایوب بیگ صاحب رمضان میں آئے اور انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا لیکن عصر کے وقت جبکہ وہ آئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہہ کر روزہ کھلوا دیا کہ سفر میں روزہ رکھنا ناجائز ہے۔ اس پر اتنی لمبی بحث اور گفتگو ہوئی جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے سمجھا کہ شاید کسی کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔ اس لئے آپ نے ابن عربی کا قول پیش کیا کہ وہ بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں اس واقعہ کا مجھ پر یہ اثر تھا کہ میں سفر میں روزہ رکھنے سے روکتا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک رمضان میں مولوی عبداللہ سنوری صاحب یہاں رمضان گذارنے کے لئے آئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ باہر سے آنے والوں کو روزہ رکھنے سے منع کرتے ہیں۔ مگر میری روایت ہے کہ یہاں ایک صاحب آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ مجھے یہاں ٹھہرنا ہے اس دوران میں روزے رکھوں یا نہ رکھوں؟ (پہلے دو واقعات بھی گذر چکے ہیں کہ مسافر قادیان میں آ کے روزے رکھتے رہے تھے۔) اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں آپ روزے رکھ سکتے ہیں کیونکہ قادیان احمدیوں کے لئے وطن ثانی ہے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں) گو مولوی عبداللہ صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے مقرب تھے مگر میں نے صرف ان کی روایت کو قبول نہیں کیا۔ اور لوگوں کی بھی اس بارے میں شہادت لی تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان کی رہائش کے ایام میں روزہ رکھنے کی اجازت دیتے تھے۔ البتہ آنے اور جانے کے دن روزہ رکھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اس وجہ سے مجھے پہلا خیال بدلنا پڑا۔ پھر جب اس دفعہ رمضان میں سالانہ جلسہ آنے والا تھا اور سوال اٹھا کہ آنے والوں کو روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں تو ایک صاحب نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جب جلسہ رمضان میں آیا تو ہم نے خود مہمانوں کو سحری کھلائی تھی۔ ان حالات میں جب مَیں نے یہاں جلسہ پر آنے والوں کو روزہ رکھنے کی اجازت دی تو یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی فتویٰ ہے۔ پہلے علماء تو سفر میں روزہ رکھنا بھی جائز قرار دیتے رہے ہیں اور آجکل کے سفر کو تو غیر احمدی مولوی سفر ہی نہیں قرار دیتے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر آپ نے ہی یہ بھی فرمایا کہ یہاں قادیان میں آ کے روزہ رکھنا جائز ہے۔ اب یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم آپ کا ایک فتویٰ تو لے لیں اور دوسرا چھوڑ دیں۔ اس طرح تو وہی بات بن جاتی ہے جو کسی پٹھان کے متعلق مشہور ہے۔ پٹھان فقہ کے بہت پابند ہوتے ہیں۔ ایک پٹھان طالبعلم تھا جس نے فقہ میں پڑھا کہ نماز حرکت کبیرہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ جب اس نے حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پڑھا کہ آپ نے ایک دفعہ حرکت کی تو کہنے لگا اوہ! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ٹوٹ گئی کیونکہ قدوری میں لکھا ہے کہ حرکت کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (غرض یہ پٹھان یا جو بھی شخص ان مولویوں کے پڑھے ہوئے ہیں وہ اُلٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوے دینے لگ گئے۔ تو آپ فرماتے ہیں) غرض جس نے یہ فتویٰ دیا کہ سفر میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اسی نے یہ بھی فرمایا کہ قادیان احمدیوں کا وطن ثانی ہے یہاں روزہ رکھنا جائز ہے۔ اس لئے یہاں روزہ رکھنا آپ ہی کے فتوے کے مطابق ہوا۔ گو اس کی اَور بھی وجوہات ہیں۔

(الفضل 4 جنوری 1934ء صفحہ 4-3 جلد 21 نمبر 80)

قیام کے دوران روزوں کے بارے میں حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ روزوں کی بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک جگہ پر تین دن سے زائد اقامت کرنی ہو تو پھر وہ روزے رکھے اور اگر تین دن سے کم اقامت کرنی ہو تو روزے نہ رکھے اور اگر قادیان میں کم دن ٹھہرنے کے باوجود روزے رکھ لے تو پھر روزے دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔

(فتاویٰ حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب رجسٹر نمبر 5 دارالافتاء ربوہ بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 208 باب روزہ اور رمضان)

کیونکہ قادیان وطن ثانی ہے اس میں تین دن سے کم وقت میں بھی اگر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے لیکن باقی جگہوں پر تین دن اگر قیام ہے تو روزے رکھ سکتا ہے۔

مسافر اور مریض روزہ نہ رکھیں۔ اس بارے میں ایک روایت ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ معلوم کر کے کہ لاہور سے ایک شخص شیخ محمد چٹّو صاحب آئے ہیں اور دوسرے احباب بھی آئے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خُلق عظیم کی بناء پر باہر نکلے۔ غرض یہ تھی کہ باہر سیر کو نکلیں گے۔ احباب سے ملاقات کی تقریب ہو جائے گی۔ جو لوگ آئے ہیں ان سے ملاقات ہو جائے گی۔ دوسرے لوگوں کو بھی پتا لگ گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر تشریف لائیں گے اس لئے بہت سارے لوگ چھوٹی مسجد میں (مسجد مبارک میں) موجود تھے۔ جب حضرت اقدس اپنے دروازے سے باہر آئے تو معمول کے موافق خدام پروانہ وار آپ کی طرف دوڑے۔ آپ نے شیخ صاحب کی طرف دیکھ کر بعد سلام مسنون خیریت پوچھی کہ آپ اچھی طرح سے ہیں؟ پرانے ملنے والوں میں سے ہیں۔ اور انہوں نے بابا چٹّو جو آئے تھے انہوں نے کہا کہ بڑا شکر ہے۔ حضرت اقدس نے حکیم محمد حسین قریشی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ آپ کا فرض ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ان کے کھانے ٹھہرنے کا پورا انتظام کر دو۔ جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے کہو اور میاں نجم الدین کو تاکید کر دو کہ ان کے کھانے کے لئے جو مناسب ہو اور پسند کریں وہ تیار کریں۔ حکیم صاحب نے کہا بہت اچھا۔ انشاء اللہ تکلیف نہیں ہو گی۔ اور پھر حضرت اقدس نے ان مہمان سے پوچھا کہ آپ نے روزہ تو نہیں رکھا ہوا۔ انہوں نے کہا مجھے تو روزہ ہے میں نے رکھ لیا ہے۔ یہ احمدی نہیں تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر و بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت و رخصت دی ہے۔ اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے۔ گناہ ہے۔ کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے کہ مَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ۔ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں تو مَیں نے روزہ نہیں رکھا۔ چلنے پھرنے سے بیماری میں کچھ کمی ہوتی ہے اس لئے باہر جاؤں گا۔ (ان مہمان سے پوچھا) کیا آپ بھی چلیں گے؟ بابا چٹُّو نے کہا نہیں، میں تو نہیں جا سکتا۔ آپ ہو آئیں۔ یہ حکم تو بیشک ہے مگر سفر میں کوئی تکلیف نہیں پھر کیوں روزہ نہ رکھا

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے قرآن کریم کا ایک حرف بھی پڑھا اس کو ایک نیکی کا اجر ملے گا اور اس ایک نیکی کا بدلہ دس نیکیاں ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ الٓمّٓ ایک حرف ہے۔ بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک الگ حرف ہے اور میم ایک الگ حرف ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن باب ماجاء فیمن قرء حرفا من القرآن حدیث نمبر 2835)

طالب دعا: ایڈووکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اپنی اولاد کی بھی عزت کیا کرو اور ان کی تربیت کو بہترین قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرو۔

(ابن ماجہ کتاب الادب باب بر الوالد و الاحسان۔ حدیث نمبر 3671)

طالب دعا: ایڈووکیٹ آفتاب احمد تیماپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، حیدرآباد

جاوے۔ حضرت اقدس نے فرمایا یہ تو آپ کی اپنی رائے ہے۔ قرآن شریف نے تو تکلیف یا عدم تکلیف کا کوئی ذکر نہیں فرمایا۔ اب آپ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ زندگی کا اعتبار کچھ نہیں۔ انسان کو وہ راہ اختیار کرنی چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے اور صراط مستقیم مل جاوے۔ اس پر بابا صاحب نے کہا کہ مَیں تو اسی لئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ فائدہ اٹھاؤں۔ اگر یہی راہ سچی ہے تو ایسا نہ ہو کہ ہم غفلت ہی میں مر جاویں۔ حضرت اقدس نے فرمایا: ہاں یہ بہت عمدہ بات ہے۔ پھر فرمایا کہ میں تھوڑی دور ہو آؤں۔ آپ آرام کریں۔‘‘

(ماخوذ از الحکم مورخہ 31 جنوری 1907ء صفحہ 14 جلد 11 نمبر 4)

بیمار اور مسافر کے روزہ رکھنے کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں ہوا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے پھر وہی قول بیان فرمایا کہ شیخ ابن عربی کا قول ہے کہ بیمار یا مسافر روزے کے دنوں میں روزہ رکھ لے تو پھر بھی اسے صحت پانے پر ماہ رمضان کے گذرنے کے بعد روزہ رکھنا فرض ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرۃ:185)۔ جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ ماہ رمضان کے بعد کے دنوں میں روزے رکھے۔ اس میں خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو مریض یا مسافر اپنی ضد سے یا اپنے دل کی خواہش کو پورا کرنے کیلئے انہی ایام میں روزے رکھے تو پھر بعد میں رکھنے کی اس کو ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ کا صریح حکم یہ ہے کہ وہ بعد میں روزے رکھے۔ بعد کے روزے اس پر بہرحال فرض ہیں۔ درمیان کے روزے اگر وہ رکھے تو یہ امر زائد ہے اور اسکے دل کی خواہش ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ کا وہ حکم جو بعد میں رکھنے کے متعلق ہے ٹل نہیں سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزے رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد وہ روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے‘‘۔ زور سے نجات نہیں حاصل کی جا سکتی۔ فرمایا کہ ’’خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔‘‘ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 431-430۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میاں رحمت اللہ صاحب ولد حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام لدھیانہ تشریف لائے۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ ہم سب غوث گڑھ سے ہی روزہ رکھ کر لدھیانہ گئے۔ حضور نے والد صاحب مرحوم سے خود دریافت فرمایا یا کسی اور سے معلوم ہوا (یہ مجھے یاد نہیں) کہ یہ سب غوث گڑھ سے آنے والے روزہ دار ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میاں عبداللہ! خدا کا حکم جیسا روزہ رکھنے کا ہے ویسا ہی سفر میں نہ رکھنے کا ہے۔ آپ سب روزے افطار کر دیں۔ ظہر کے بعد کا یہ ذکر ہے۔‘‘ چنانچہ سب کے روزے کھلوا دیئے گئے۔

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 125 روایت نمبر 1159)

پھر ایک اور روایت ہے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ میاں عبداللہ سنوری صاحب نے بیان کیا کہ ’’اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آئے۔ اسے اس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصہ گذر چکا تھا بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھول دیں۔ اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہ گیا ہے اب کیا کھولنا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھیں تو نہیں رکھنا چاہئے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا۔‘‘ (سیرت المہدی جلد اول حصہ اول صفحہ 97 روایت نمبر 117)

اسی طرح حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت منشی اروڑے خان صاحب اور حضرت خانصاحب محمد خان صاحب لدھیانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رمضان کا مہینہ تھا مَیں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور میرے رفقاء نے نہیں رکھا تھا۔ جب ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو تھوڑا سا وقت غروب آفتاب میں باقی تھا۔ (سورج ڈوبنے والا تھا۔) حضرت کو انہوں نے کہا کہ ظفر احمد نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوراً اندر تشریف لے گئے اور شربت کا ایک گلاس لے کر آئے اور فرمایا روزہ کھول دو۔ سفر میں روزہ نہیں چاہئے۔ میں نے تعمیل ارشاد کی اور اس کے بعد بوجہ مقیم ہونے کے ہم (وہاں کچھ دن ٹھہرنا تھا) روزہ رکھنے لگے۔ افطاری کے وقت حضرت اقدس خود تین گلاس ایک بڑے تھال میں رکھ کر لائے۔ ہم روزہ کھولنے لگے۔ (کیونکہ بعد کے دنوں میں وہاں قیام تھا اس لئے پھر انہوں نے روزے رکھے۔ اس قیام کے دوران ان دنوں میں جو روزے رکھے ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام افطاری کے وقت تھال میں رکھ کر ٹرے میں شربت کے تین بڑے گلاس لائے اور ہم اس سے روزہ کھولنے لگے۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور منشی جی کو یعنی منشی اروڑے خانصاحب کو ایک گلاس میں کیا ہوتا ہے۔ (سارا دن کا روزہ ہے ایک ایک گلاس آپ پانی کا لائے ہیں اس سے ان کا کیا بنے گا۔) حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسکرائے اور جھٹ اندر تشریف لے گئے اور ایک بڑا لوٹا شربت کا بھر کر لائے اور منشی جی کو پلایا۔ منشی جی یہ سمجھ کر کہ حضرت اقدس کے ہاتھ سے شربت پی رہا ہوں، پیتے رہے اور ختم کر دیا۔ (اصحاب احمدؑ جلد 4 صفحہ 224۔ نیا ایڈیشن۔ روایت حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ)۔ ایک بڑا جگ لے کر آئے وہ ختم کر دیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایک روایت تحریر کرتے ہیں کہ ملک مولا بخش صاحب پنشنر نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان شریف میں امرتسر میں تشریف لائے۔ آپ کا لیکچر منڈوا بابو گھنیا لعل (جس کا نام اب بندے ماترم پال ہے) میں ہوا۔ بوجہ سفر کے حضور کو روزہ نہ تھا۔ لیکچر کے دوران مفتی فضل الرحمن صاحب نے چائے کی پیالی پیش کی۔ حضور نے توجہ نہ فرمائی۔ پھر وہ اور آگے ہوئے۔ پھر بھی حضور مصروف لیکچر رہے۔ پھر مفتی صاحب نے پیالی بالکل قریب کر دی تو حضور نے لے کر چائے پی لی۔ اس پر لوگوں نے شور مچا دیا کہ یہ ہے رمضان شریف کا احترام۔ روزے نہیں رکھتے اور بکواس شروع کر دی۔ لیکچر بند ہو گیا اور حضور پس پردہ ہو گئے۔ (پیچھے چلے گئے۔) گاڑی دوسری طرف دروازے کے سامنے لائی گئی اور حضور اس میں داخل ہو گئے۔ لوگوں نے اینٹ پتھر وغیرہ مارنے شروع کئے اور بہت ہلّڑ مچایا۔ گاڑی کا شیشہ ٹوٹ گیا مگر حضور بخیر و عافیت قیامگاہ پہنچ گئے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ بعد میں سنا گیا کہ ایک غیر احمدی مولوی یہ کہتا تھا کہ اَج لوکاں نے مرزے نوں نبی بنا دِتّا۔ یہ میں نے خود ان کے منہ سے تو نہیں سنا۔ پھر آگے بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے ساتھ ہم باہر نکلے۔ تو اس وقت ان کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ اینٹ پتھر مار رہے ہیں ابھی تک شور شرابا ہے۔ ذرا ٹھہر جائیں۔ تو حضرت خلیفہ اول نے فرمایا ’وہ گیا جسے مارتے تھے۔ مجھے کون مارتا ہے‘۔ چونکہ اس موقع پر مفتی فضل الرحمن صاحب کے چائے پیش کرنے پر یہ سب گڑبڑ ہوئی تھی، (یہ فساد پیدا ہوا تھا، لوگوں نے شور مچایا تھا) اس لئے سب آدمی ان کو کہتے تھے کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ سب احمدی ان کے پیچھے پڑ گئے کہ تمہاری وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ میں نے بھی ان کو ایسا کہا۔ وہ بیچارے تنگ آ گئے اور کہتے ہیں بعد میں میاں عبدالخالق صاحب مرحوم احمدی نے مجھے بتایا کہ جب یہ معاملہ حضور کے سامنے پیش ہوا کہ مفتی صاحب نے خواہ مخواہ لیکچر خراب کر دیا تو حضور نے فرمایا مفتی صاحب نے کوئی برا کام نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے فعل سے اس حکم کی اشاعت کا موقع پیدا کر دیا۔ (یہ جواب تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ جب یہ جواب حضرت مفتی صاحب نے سنا تو لکھنے والے لکھتے ہیں کہ) پھر تو مفتی صاحب اور بھی شیر ہو گئے۔‘‘

(ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 147 روایت نمبر 1202)

بیمار ہونے پر روزہ کھول دینا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستے کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث میں حضرت عائشہ کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہی ذکر آتا ہے کہ آپ ہمیشہ دو جائز رستوں میں سے سہل رستے کو پسند فرماتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اول حصہ سوئم صفحہ 637 روایت نمبر 697)

یہ سوال ہوا کہ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت ہو مثلاً بیجائی ہو رہی ہے یا کٹائی ہو رہی ہے، ایسے ہی مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ تو اس کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ و طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب میسر ہو رکھ لے۔ (خاص طور پر گرمی کے دن لمبے ہوتے ہیں اور ان ممالک میں شدید گرمی ہوتی ہے۔ وہاں کے بارے میں ہے کہ مزدوری کی وجہ سے بعد میں رکھ لیں اور وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَ۔ کی نسبت فرمایا ’’اس کے معنی یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے۔‘‘

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 394۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

رمضان میں جن سے روزے نہیں رکھے جاتے وہ فدیہ دیتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزے کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزے

کلام الامام

’’خدا تعالیٰ کبھی اس شخص کو جو محض اسی کا ہو جاتا ہے ضائع نہیں کرتا بلکہ وہ خود اس کا متکفل ہو جاتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 595)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تیما پوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین۔ صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

کلام الامام

’’سچا ایمان وہی ہے جو دل میں داخل ہو اور اس کے اعمال کو اپنے اثر سے رنگین کر دے۔‘‘

(ملفوظات جلد 4، صفحہ 594)

طالب دُعا: الٰہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

کی طاقت عطا کرسکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کرسکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 259-258۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ’’فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ محض اس بات کا فدیہ ہے کہ ان مبارک ایام میں وہ کسی جائز شرعی عذر کی بنا پر باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ عبادت ادا نہیں کرسکا۔ آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک عارضی اور ایک مستقل۔ فدیہ بشرط استطاعت ان دونوں حالتوں میں دینا چاہئے۔ غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دے دے بہرحال سال دو سال یا تین سال کے بعد جب بھی اس کی صحت اجازت دے اسے پھر روزے رکھنے ہوں گے سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد ارادہ ہی کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں، کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت پھر مستقل طور پر خراب ہو جائے۔ باقی جو بھی کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہو اگر وہ مریض یا مسافر ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ رمضان میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے اور دوسرے ایام میں روزے رکھے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ فدیہ بھی دیتے تھے اور بعد میں روزے بھی رکھتے تھے اور اسی کی دوسروں کو تاکید بھی فرمایا کرتے تھے۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 389)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو، اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہے۔ اس کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں (یا جو بھی اب جماعتی نظام ہے اس میں دینا جائز ہے کہ نہیں)؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک ہی بات ہے خواہ اپنے شہر میں مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیج دے۔‘‘ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 171۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ اپنا کوئی واقف کار ہے کسی کے روزے کھلوانے ہیں تو وہاں بھی کھلوائے جاسکتے ہیں۔

بے خبری میں کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ایک خط سے یہ سوال آپ کی خدمت میں پیش ہوا کہ میں بوقت سحر بماہ رمضان اندر بیٹھا ہوا بے خبری سے کھاتا پیتا رہا۔ جب باہر نکل کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سفیدی ظاہر ہو گئی ہے۔ کیا وہ روزہ میرے اوپر رکھنا لازم ہے یا نہیں؟ (دیر تک سحری کھاتا رہا۔ سفیدی ظاہر ہو چکی تھی۔) آپ نے فرمایا کہ بے خبری میں کھایا پیا تو اس پر اس روزہ کے بدلے میں دوسرا روزہ لازم نہیں آتا۔‘‘ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 186۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ اگر بے خبری میں کھا لیا پھر کوئی حرج نہیں۔

عمر کا سوال کہ کس عمر میں روزہ رکھنا چاہئے؟ کئی بچے بھی پوچھتے ہیں۔ بڑے بھی پوچھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ’’یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے لیکن بلوغت کے قریب انہیں کچھ روزے رکھنے کی مشق ضرور کرانی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں دی تھی۔ لیکن بعض بیوقوف چھ سات سال کے بچوں سے روزے رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس کا ثواب ہوگا۔ یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے۔ اس وقت ان کو روزوں کی ضرور مشق کرانی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور سنت کو اگر دیکھا جائے تو بارہ تیرہ سال کے قریب کچھ کچھ مشق کرانی چاہئے اور ہر سال چند روزے رکھوانے چاہئیں یہاں تک کہ اٹھارہ سال کی عمر ہو جائے جو میرے نزدیک روزہ کی بلوغت کی عمر ہے۔ مجھے پہلے سال صرف ایک روزہ رکھنے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت دی تھی۔ (بارہ تیرہ سال میں جب روزے کی اجازت دلوائی تھی تو صرف ایک روزہ رکھوایا تھا۔) اس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے۔ اس شوق کی وجہ سے بچے زیادہ روزے رکھنا چاہتے ہیں مگر یہ ماں باپ کا کام ہے کہ انہیں روکیں۔ پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہئے کہ بچوں کو جرأت دلائیں کہ وہ کچھ روزے ضرور رکھیں۔ (بچپن میں ماں باپ کا کام ہے روکیں، زیادہ نہ رکھنے دیں۔ پھر جب جوانی کی عمر آ رہی ہے تو پھر جرأت دلائیں اور ان سے روزے رکھوائیں) اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ زیادہ نہ رکھیں۔ اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہئے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے روزے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔ اسی طرح بعض بچے خلقی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اپنے بچوں کو میرے پاس ملاقات کے لئے لاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ سال ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں سات آٹھ سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ (اکثر یوں ہی ہوتا ہے۔ میرے پاس بھی ایسے آتے ہیں۔) اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے بچے روزے کے لئے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں۔ اس کے مقابلے میں ایک مضبوط بچہ غالباً پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر وہ میرے ہی ان الفاظ کو پکڑ کر بیٹھ جائے کہ روزے کی بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا نہ خدا تعالیٰ پر بلکہ اپنی جان پر آپ ظلم کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا بچہ پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اس پر طعن کریں تو وہ طعن کرنے والے بھی اپنی جان پر ظلم کریں گے۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 385)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی تھیں کہتی ہیں قبل بلوغت کم عمری میں آپ علیہ السلام روزہ رکھوانا پسند نہیں کرتے تھے۔ بس ایک آدھ رکھ لیا کافی ہے۔ حضرت اماں جان نے میرا پہلا روزہ رکھوایا تو بڑی دعوت افطار دی۔ یعنی جو خواتین جماعت تھیں سب کو بلایا تھا۔ اس رمضان کے بعد دوسرے یا تیسرے رمضان میں مَیں نے روزہ رکھ لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ آج میرا روزہ پھر ہے۔ آپ حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پاس سٹول پر دو پان لگے رکھے تھے۔ غالباً حضرت امّاں جان بنا کر رکھ گئی ہوں گی۔ آپ نے ایک پان اٹھا کر مجھے دیا کہ لو یہ پان کھا لو۔ تم کمزور ہو۔ ابھی روزہ نہیں رکھنا۔ توڑ ڈالو روزہ۔ میں نے پان تو کھا لیا مگر آپ سے کہا کہ صالحہ (یعنی ممانی جان مرحومہ۔ چھوٹے ماموں جان کی اہلیہ محترمہ) نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ وہ بھی اس وقت چھوٹی عمر کی تھیں ان کا بھی تڑوا دیں۔ فرمایا بلاؤ اس کو بھی۔ مَیں بلا لائی۔ وہ آئیں تو ان کو بھی دوسرا پان اٹھا کر دیا اور فرمایا لو یہ کھا لو۔ تمہارا روزہ نہیں ہے۔ فرماتی ہیں کہ غالباً میری عمر دس سال کی ہوگی۔ (ماخوذ از تحریراتِ مبارکہ بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 214 باب روزہ اور رمضان)

اسی طرح تراویح کے بارے میں بعض سوال ہیں۔ اکمل صاحب آف گولیکی نے بذریعہ تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رمضان شریف میں رات کو اٹھنے اور نماز پڑھنے کی تاکید ہے لیکن عموماً محنتی مزدور، زمیندار لوگ جو ایسے اعمال کے بجالانے میں غفلت دکھاتے ہیں اگر اوّل شب میں ان کو گیارہ رکعت تراویح بجائے آخر شب کے پڑھا دی جائے تو کیا جائز ہوگا؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ کچھ حرج نہیں۔ پڑھ لیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 65۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تراویح کے متعلق عرض ہوا کہ جب یہ تہجد ہے تو بیس رکعات پڑھنے کی نسبت کیا ارشاد ہے کیونکہ تہجد تو مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہیں اور آپ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ (مناسب تو یہی ہے کہ تہجد کے وقت اٹھ کے آٹھ رکعت پڑھا جائے لیکن اگر پہلی رات پڑھ لو تو پھر بھی جائز ہے۔) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے رات کے اول حصہ میں اُسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی۔‘‘ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 113۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یہ جو بیس رکعات یا زیادہ رکعات والی باتیں ہیں یہ تو بعد کی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت آٹھ رکعت تہجد ہے۔

ایک صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں خط لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سفر میں نماز کس طرح پڑھنی چاہئے اور تراویح کے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا سفر میں دوگانہ سنت ہے۔ تراویح بھی سنت ہے۔ پڑھا کریں اور کبھی گھر میں تنہائی میں پڑھ لیں کیونکہ تراویح دراصل تہجد ہے۔ کوئی نئی نماز نہیں ہے۔ وتر جس طرح پڑھتے ہو بیشک پڑھو۔‘‘ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 22۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ چند باتیں تھیں رمضان سے متعلق جو مَیں نے بیان کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرتے ہوئے رمضان کے روزوں سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک زبردست ثبوت

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ○ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ○ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ○

اور اگر وہ بعض باتیں جھوٹے طور پر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اسے ضرور داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ پھر ہم یقیناً اس کی رگ جان کاٹ ڈالتے۔ (سورۃ الحاقۃ 45 تا 47)

حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بانی مسلم جماعت احمدیہ نے اسلام کی صداقت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے رُوحانی تعلق پر متعدد مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بتایا ہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ ایسے اکثر و بیشتر ارشادات کو یکجا کر کے ایک کتاب

’’خدا کی قسم‘‘

کے نام سے شائع کی گئی ہے۔ کتاب حاصل کرنے کے خواہش مند حضرات بذریعہ پوسٹ کارڈ/ای میل **مفت** کتاب حاصل کریں۔

E-Mail : ansarkkq@gmail.com
Ph : 01872-220186, Fax : 01872-224186
Postal-Address:Aiwan-e-Ansar,Mohalla Ahmadiyya,Qadian-143516,Punjab
For On-line Visit : www.alislam.org/urdu/library/57.html

وَسِّعْ مَكَانَكَ : الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

R.C

RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985

Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔ عربک ڈیسک یوکے)

مکرم السید شلبی صاحب (1)

مکرم السید شلبی صاحب کا تعلق مصر سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1964ء میں ہوئی اور انہیں 2010ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کا احوال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

خرافانہ عقائد اور ان کا اثر

میرا تعلق ایک ایسے خاندان سے ہے جس پر متدیّن ہونے کی چھاپ ضرور تھی لیکن ہم مصر کے ایک ایسے معاشرہ میں بس رہے تھے جس میں مذہبی عقائد وافکار پر دیو مالائی کہانیوں اور خرافانہ طرزِ فکر کا رنگ بہت نمایاں نظر آتا تھا۔

مَیں اپنی بڑی بہن کے ساتھ جس پرائمری اسکول میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے جاتا تھا وہ ہمارے گاؤں سے 16 کلومیٹر دور تھا اور وسائل سفر میسر نہ ہونے کی وجہ سے اکثر اس فاصلہ کا کچھ حصہ پیدل ہی طے کرنا پڑتا تھا۔ ہم صبح چھ بجے نکلتے اور شام ڈھلے گھر لوٹتے۔ راستہ کی سنسانی کی وجہ سے اکثر شام کو واپسی کے وقت ہمیں ڈر لگتا تھا کیونکہ اس وقت والدین کی زبانی سنے ہوئے جنّوں اور چڑیلوں کے سب قصے تازہ ہوجاتے تھے جو ہمارے معاشرے میں زبان زد عام ہونے کی وجہ سے ہماری زندگیوں بلکہ مذہب کا بھی حصہ سمجھے جاتے تھے۔ اور ویران علاقوں میں تو ایسے خیالات کا پنپنا ایک طبعی سی بات تھی جہاں کم آبادی کی وجہ سے رات ڈھلتے ہی آس پاس سے جانوروں کی عجیب وغریب آوازیں آنے لگتی تھیں، ایسے میں معمولی سی سرسراہٹ بھی مذکورہ دیومالائی کہانیوں کے کسی نہ کسی جنّ یا بھوت کی آمد سے خبردار کرتی ہوئی محسوس ہوتی تھی۔

ان امور سے چھٹکارا دلانے کا صرف اور صرف ذریعہ علم کی روشنی تھی، لیکن اس روشنی کو بانٹنے والے اساتذہ بھی اسی معاشرہ کا حصہ تھے اور ان کی طرف سے ایسے خرافانہ امور کی تصدیق کم سن طلباء کے ذہن کو ایک موہوم خوف سے بھرتی جارہی تھی۔

خوفناک آسیب

خدا کا فضل ہے کہ بچپن سے گزر کر جب میں نے لڑکپن میں قدم رکھا تو حالات نے مجھے دوسرے بچوں سے اس معاملہ میں بہت مختلف بنا دیا۔ مجھے شکار کا بہت شوق تھا۔ ہمارے گھر میں ایک گَنْ تھی جسے لے کر میں آبادی سے کچھ فاصلے پر کئی بار ساری ساری رات جاگ کر شکار کرتا۔ اس سے میرا خوف دور ہوگیا تھا جس کی بنا پر میں جن بھوت اور ارواح وغیرہ کے مروجہ مفہوم کو خلافِ حقیقت سمجھتا تھا۔

گو میں اپنی بہادری کی وجہ سے اَن دیکھے جنّوں، بدروحوں اور آسیبوں سے تو امن میں آچکا تھا لیکن انسانوں کے رُوپ میں اس دنیا کے خوفناک آسیب میرا مقدر بن چکے تھے۔ میں گھر میں سب سے چھوٹا تھا، میرا ایک بھائی مجھ سے دس سال بڑا تھا، نہ جانے اسے مجھ سے کیا بیر تھا اور ابھی تک ہے کہ والد صاحب کی وفات کے بعد جس عمر میں مجھے بڑوں کی شفقت اور محبت اور خاص توجہ کی ضرورت تھی اس عمر میں میرا یہ بھائی اور دیگر بہنیں بے رحمی اور قسوۃِ قلبی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی دانست میں میرے کردہ وناکردہ گناہوں کی نہایت بیبا کی سے بدنی اور ذہنی سزا دیا کرتے تھے۔ میں جنّوں اور بھوتوں سے ڈرنے والوں پر ہنسا کرتا تھا لیکن گھر میں اپنے قریب ترین رشتہ دار انسانوں کے سامنے بولنے سے بھی ڈرتا تھا کہ نہ جانے کب میرا کوئی لفظ جرم بن جائے جس کا حساب چکانے کے لئے پھر مجھے تختۂ مشقِ ستم بننا پڑے۔

نہ تم بدلے نہ ہم

جملہ معترضہ کے طور پر یہاں کہنا چاہتا ہوں کہ سالہاسال گزرنے کے بعد بھی میرے اپنوں کا میرے بارہ میں رویہ نہیں بدلا۔ اس کے بالمقابل میں نے بھی اپنی روش نہیں بدلی اور مسلسل ان کے لئے ہدایت کی دعا ہی کرتا ہوں۔ میرے احمدی ہونے کے بعد ان کے رویّہ میں مزید شدت اور نفرت شامل ہوگئی اور انہوں نے کہنا شروع کردیا کہ یہ خدا کا تم سے انتقام ہے کیونکہ تم احمدیت قبول کرکے دجّال کے زیر اثر آگئے ہو۔ اور احمدیت قبول کرکے تم نے ثابت کردیا ہے کہ تم اسی سلوک کے مستحق تھے جو ہم تمہارے ساتھ روا رکھتے رہے ہیں۔ میں ان کی نظر میں بچپن میں ملعون تھا، جوانی میں بھی ملعون اور اب قبول احمدیت کے بعد انہوں نے مجھے اور زیادہ ملعون سمجھ کر مجھ سے مکمل طور پر قطع تعلق کرلیا ہے۔

آنکھ کا کانٹا

بہرحال، کچھ عرصہ کے بعد ہماری بستی میں ہی پرائمری اور مڈل اسکول بن گیا، بجلی بھی آگئی اور دیگر سہولتیں بھی میسر آنے لگیں۔ نئی روشنی تو آگئی لیکن مذہبی عقائد کے اعتبار سے میری بستی جہالت کے اندھیروں میں ہی ڈوبی رہی۔

اسی عرصہ میں اخوان المسلمین وسلفیوں جیسی بعض متشدد دینی وسیاسی جماعتیں بھی میدان میں آگئیں، اور اپنے افکار کی ترویج اور اپنی تعداد بڑھانے کیلئے ان جماعتوں نے 10 تا 16 سال کی عمر کے نوجوانوں کو ٹارگٹ کرنا شروع کیا۔ کیونکہ اس عمر کے بچوں کو دین کے نام پر اپنے سیاسی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے تیار کرنا نسبتًا آسان تھا۔

اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے میرے لہجے میں کرختگی، بلا کی کاٹ اور طبیعت میں جدالی رنگ نمایاں تھا۔ چنانچہ جب کبھی ان جماعتوں نے مجھے اپنی طرف بلانے کی کوشش کی تو میں نے ان کے خرافانہ عقائد کے بارہ میں ایسے سخت جواب دیئے کہ انہیں مجھ سے بات کرکے فائدہ کی بجائے نقصان ہی ہوا اور یوں میں ان کی آنکھ کا کانٹا بن کے رہ گیا۔

خدا کے فضل کا ہاتھ

اسکول کالج کی تعلیم کے بعد میں نے یونیورسٹی سے ڈگری کی اور شادی کے بعد کوشش کرکے دنیا کمانے کی خاطر سعودی عرب کا سفر اختیار کیا۔ وہاں پر بہت کم عرصہ میں ہی اخلاص کے ساتھ کام کرنے سے مجھے اتنا پیسہ حاصل ہوگیا کہ میں نے واپس آکر اپنا ایک کام شروع کرلیا۔ اور پھر کئی سال گزرنے کے بعد مجھے وزارت تعلیم میں ماہر نفسیات کی نوکری مل گئی جو کہ میرے خیال میں خدا کا کوئی خاص فضل اور عنایت تھی ورنہ یہ ایسی نوکری تھی جس کے حصول کے لئے مجھ سے زیادہ تعلیم اور تجربہ والے مارے مارے پھرتے تھے۔

پھر یہ بھی خدا کا خاص فضل ہے کہ خدا تعالیٰ نے خود میرا ہاتھ پکڑ کر شروع سے ہی مجھے نمازوں کا پابند بنایا۔ میرے گھر میں میرے لئے کوئی نمونہ نہ تھا۔ والد صاحب اس وقت وفات پا چکے تھے جب میں بہت چھوٹا تھا، اور بھائیوں وبہنوں کا حال میں پہلے ہی لکھ چکا ہوں۔ ان حالات میں میرا قرآن کے بعض اجزاء حفظ کرنا اور نمازی ہونا محض خدا کا فضل تھا۔

مروّجہ عقائد اور میرا موقف

مَیں نے ذکر کیا ہے کہ حالات کی وجہ سے میری طبیعت میں سختی، لہجے میں کاٹ اور درشتی نمایاں تھی اس وجہ سے میں کبھی بھی ہر دل عزیز نہیں رہا۔ لیکن حدّت آمیز جدالی مزاج نے مجھے عقائد کی چھان بین میں بہت فائدہ دیا۔ میں خلاف عقل عقائد کا مخالف تھا اور خرافانہ خیالات واوہام کو دلیل اور امر واقعہ کی کسوٹی پر پرکھنے کا عادی بن چکا تھا۔ اسی بنا پر نہ تو میں جنّوں کے معروف تصور کا قائل تھا، نہ ہی عیسیٰ علیہ السلام کی دو ہزار سال پر محیط آسمان پر زندگی پر ایمان تھا۔ علامات الساعۃ میں سے مغرب سے طلوع شمس کا عقیدہ مجھے علمی تحقیق اور قرآن کریم میں مذکور ثابت شدہ سائنسی حقائق کے خلاف نظر آتا تھا، قرآن کہتا ہے کہ:

لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ (یٰس: 41)

ترجمہ: سورج کی دسترس میں نہیں کہ چاند کو پکڑ سکے اور نہ ہی رات دن سے آگے بڑھ سکتی ہے اور سب کے سب (اپنے اپنے) مدار پر رواں دواں ہیں۔

اس واضح بیان کے بعد کیسے یقین کرلیا جائے کہ ایک دن ہم صبح سو کر اٹھیں گے تو کیا دیکھیں گے کہ سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہو رہا ہے۔ بلکہ ظاہری طور پر ایسا ہونے کی صورت میں آناً فاناً ایسی تباہی آئے گی کہ کسی کو سورج مغرب سے طلوع ہوتا ہوا دیکھنے کا موقع ہی نہیں ملے گا۔

اسی طرح خروجِ دابّہ کے بارہ میں مشہور ہونے والے عجیب عجیب قصے میری عقل قبول نہ کرتی تھی بلکہ جب میں اس بارہ میں قرآن کریم کا بیان پڑھتا تو نتیجہ بالکل برعکس نکلتا تھا۔ مثلاً یہ آیت ہی لے لیں:

وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَیْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ ۙ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ (النمل: 83) ترجمہ: اور جب ان پر فرمان صادق آجائے گا تو ہم ان کے لئے سطح زمین میں سے ایک جاندار نکالیں گے جو اُن کو کاٹے گا (اس وجہ سے) کہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں لاتے تھے۔

اس آیت کی بنا پر ہمارے معاشرے میں یہ تصور رائج تھا کہ آخری زمانے میں ایک عجیب الخلقت دابۃ الارض نکلے گا جو لوگوں سے کلام کرے گا یعنی بحث کرکے خدا کی آیات پر ایمان لانے کی تلقین کرے گا۔ اس صورت میں تُكَلِّمُهُمْ کا معنی کلام کرنے یا بحث کرنے کا لیا جاتا ہے، جبکہ اگر آیت پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ تُكَلِّمُهُمْ کا فعل تکذیبِ آیات کی سزا کے طور پر بیان ہوا ہے۔ پھر کیا یہ کہنا مناسب ہے کہ لوگوں کو تکذیب آیات کی سزا یہ ملے گی کہ دابۃ الارض ان سے بحث کرے گا!! اس بحث سے ان کو کیا تکلیف محسوس ہوسکتی ہے؟ گو میں اصل حقیقت سے تو بے خبر تھا تاہم میرا خیال تھا کہ دابۃ الارض کے بارہ میں مروجہ قصے کہانیاں کسی طور درست نہیں ہیں۔

مَیں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ مذکورہ بالا عقائد کے بارہ میں مَیں بیعت سے قبل بھی اسی موقف پر قائم تھا جس پر جماعت احمدیہ قائم ہے تاہم یہ ضرور کہہ سکتا ہوں کہ میں ان کے بارہ میں کسی طور مطمئن نہ تھا۔ لیکن جب بیعت کے بعد ان امور کے بارہ میں جماعتی تشریح سنی تو جیسے ایک بڑا خلا پُر ہوگیا۔

عقائد کے بارہ میں اس صورتحال کے پیش نظر کئی بار دل میں یہ تمنا پیدا ہوتی کہ کاش وقت چودہ صدیاں پیچھے چلا جائے اور ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پہنچ جائیں تو میں آپؐ کے قدموں میں خود کو گرا کر روتے روتے اپنی جان دے دوں۔

ہدایت یابی کا وقت آگیا

شاید خدا تعالیٰ نے میرے دل کی تڑپ اور پکار سن لی اور 2010ء میں وہ وقت آگیا جس میں میرے لئے ہدایت یاب ہونا مقدر تھا۔ میں اپنے ٹی وی پر حسبِ عادت مختلف چینلز بدل بدل کر دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک ایسے چینل پر پہنچا جہاں میری انگلیوں پر میرا اختیار ختم ہوگیا اور میں چینل بدلنے کی قوت سے محروم ہوگیا کیونکہ اس چینل پر بیٹھنے والے لوگ غیر معمولی تھے اور ان کے پروگرام کا موضوع غیر معمولی تھا۔ میں ہمہ تن گوش ہوکر بیٹھ گیا۔ پروگرام میں عیسائیوں کے ساتھ بات چیت ہورہی تھی۔ باوجود قوی دلائل اور حجج قاطعہ کے پروگرام کے شرکاء کا انداز نہایت مہذب اور غیر معمولی احترام والا تھا۔ یہ ربّانی لوگ اسلام کا دفاع کررہے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ پر لگائے گئے الزامات کا جواب دے رہے تھے۔

دو گھنٹے کے اس پروگرام میں جیسے میری آنکھیں ٹی وی سکرین کے ساتھ چپک کررہ گئیں۔ پروگرام میں وقفہ آیا تو میں نے یہ سمجھ کر اٹھنا چاہا کہ اب دیگر چینلز کی طرح اشتہارات آئیں گے۔ لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وقفہ کے دوران تو سب سے مؤثر روحانی غذا کا مائدہ سجایا گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں ایسا قصیدہ پیش کیا گیا جس نے میرا دل موہ لیا۔

قصیدہ کے دوران ایک تصویر بھی دکھائی جاتی رہی جس کے نیچے لکھا تھا: ’حضرت مرزا غلام احمد القادیانی الامام المہدی والمسیح الموعود علیہ السلام‘۔ میں نے یہ متعدد بار پڑھا لیکن اس وقت میں ایک ایسے روحانی نشے میں تھا کہ اس نام اور اس کے القاب پڑھ کر میں ذرہ برابر بھی حیران نہ ہوا، کیونکہ اگر اس پروگرام میں پیش ہونے والے دلائل اس تصویر والے شخص کے تھے، اور اگر پروگرام کے شرکاء اس تصویر والے شخص کے پیروکار تھے تو حقیقت یہ ہے کہ ان کی وجہ سے زندگی میں پہلی بار مجھے اپنے مسلمان ہونے پر فخر ہونے لگا تھا۔ زندگی میں پہلی بار میں نے تثلیث کو شکست کھاتے اور صلیب کو ٹوٹتے دیکھا تھا۔ اور زندگی میں پہلی بار مغرب سے چلنے والے اس چینل پر اسلام کا روشن سورج مغرب سے طلوع ہوتے دیکھا تھا۔

میں نے بعد میں اس چینل پر دکھائی جانے والی تصویر کے بارہ میں سوچا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ شاید یہ شیعہ حضرات ہیں اور انہوں نے خیالی طور پر اپنے آنے والے امام مہدی کی یہ تصویر بنائی ہوئی ہے۔ تاہم مجھے اس بات کی خوشی تھی کہ اگرچہ بعض فرقوں سے ہمارا اختلاف ہے لیکن وہ نہایت اعلیٰ اور مؤثر طریق پر اسلام کا دفاع کررہے ہیں۔

.... (باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 3/جون 2016)

......☆......☆......☆......

پیدائشی احمدی ہوں، پرانے احمدی ہوں یا نئے آنے والے احمدی ہوں،
ہر احمدی عورت اور مرد کو یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا وہ بیعت کا حق ادا کر رہے ہیں یا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟
کیا ہم پر جو ذمہ داریاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈالی ہیں انہیں ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟
کیا ہم اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا شعور ابتدا سے ہی پیدا ہو جائے؟

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 6 رمئی 2016 بطرز سوال و جواب

بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کتنے سال قبل ڈنمارک کا دورہ فرمایا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: تقریباً گیارہ سال پہلے مَیں یہاں آیا تھا۔

سوال حضور انور نے ڈنمارک میں جماعت پر ہونے والے کن افضال الٰہیہ کا ذکر فرمایا؟

جواب حضور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہاں جماعت پر بہت فضل فرمایا ہے اور مسجد کے ساتھ ایک بڑا ہال، دفاتر، لائبریری اور دوسری سہولیات مل گئیں۔ اسی طرح مسجد کے سامنے جو مکان لیا تھا اس میں بھی بڑی وسعت پیدا ہو گئی اور مشنری کی رہائش گاہ، گیسٹ ہاؤس اور ایک بڑا ہال میسر آ گیا۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے فضل ہیں۔

سوال ان افضال الٰہیہ کے نتیجہ میں حضور انور نے ہمیں کس بات کی طرف توجہ دلائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اگر آپ کے گھروں کی آبادیاں بڑھی ہیں، اگر آپ کے مال بڑھے ہیں، جماعت کو ظاہری عمارتوں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے وسعت عطا فرمائی ہے تو یقیناً ان باتوں پر ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہئے۔

سوال وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے بہت دعائیں کیں، بہت لمبی لمبی دعائیں کیں، بڑی دعائیں کیں اور قبول نہیں ہوئیں، حضور انور نے انہیں کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک حقیقی احمدی کو اپنے دل کو ہر قسم کے شرک اور بدعات سے پاک کرنا ہوگا۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم نے بہت دعائیں کیں، بہت لمبی لمبی دعائیں کیں، بڑی دعائیں کیں اور قبول نہیں ہوئیں اپنے دلوں کو ٹٹولیں، جائزے لیں کہ کہیں کوئی مخفی شرک تو نہیں۔ کسی قسم کی بدعات میں تو ملوث نہیں۔ یا اور ایسی باتیں تو نہیں ہو رہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

سوال شکر گزاری کس طرح ہو اور اسکا کیا تقاضا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہم جو اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کو مانا ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو وہ اسے واپس لائے گا تو پھر ہمیں اپنی سوچیں بھی مومنانہ بنانی ہوں گی۔ ہمیں ظاہری شکر گزاری یا صرف منہ سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ کر خوش نہیں ہو جانا چاہئے بلکہ یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے احکامات پر عمل کر رہے ہیں؟ کیا ہم اس طرح زندگی گزار رہے ہیں جو ایک مومن کی زندگی ہے اور جس کی تفصیل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بیان فرمائی ہے اور جسے اس زمانے میں کھول کر ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش فرمایا۔

سوال حضور انور نے ایم.ٹی.اے کے حوالے سے احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں ایم ٹی اے کی سہولت اور نعمت عطا فرمائی ہے اس کے ذریعہ سے میری باتیں ہر احمدی تک پہنچ رہی ہیں بشرطیکہ وہ انہیں سننا چاہے۔

سوال حضور انور نے گیارہ سال قبل ڈنمارک میں احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی تھی؟

جواب حضور نے فرمایا: مَیں نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کے باپ دادا کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق دی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی نیکی کی وجہ سے یہ فضل فرمایا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جاری رکھنے کے لئے ان نیکیوں میں بڑھنا اور اپنی حالتوں کو پہلے سے بہتر کرنا بھی ضروری ہے ورنہ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر ہمارے قدم رک گئے یا دینی باتوں میں عدم توجہگی پیدا ہو گئی یا ہوتی رہی تو ہم اپنی نسلوں کو بھی دین سے دُور کرنے والے ہوں گے۔

سوال احباب جماعت کو حضور انور نے کیا جائزے لینے کی تلقین فرمائی ؟

جواب حضور نے فرمایا: پیدائشی احمدی ہوں، پرانے احمدی ہوں یا نئے آنے والے احمدی ہوں، ہر احمدی عورت اور مرد کو یہ جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ کیا وہ بیعت کا حق ادا کر رہے ہیں یا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہم پر جو ذمہ داریاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ڈالی ہیں انہیں ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا اپنی حالتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ کیا ہم اپنے بچوں کی اس رنگ میں تربیت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ان میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا شعور ابتدا سے ہی پیدا ہو جائے؟ کیا ہمارے اپنے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق ہمارے بچوں کے لئے نمونہ ہیں؟ کیا ہماری نمازیں، ہماری عبادتیں اور ہمارا ہر عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق ہے؟

سوال ہدایت کس بات پر منحصر ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جو شخص محض اللہ تعالیٰ سے ڈر کر اس کی راہ کی تلاش میں کوشش کرتا ہے اور اس سے اس امر کی گرہ کشائی کے لئے دعائیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے قانون وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت:70) یعنی جو لوگ ہم میں سے ہو کر کوشش کرتے ہیں ہم اپنی راہیں ان کو دکھاتے ہیں، کے موافق خود ہاتھ پکڑ کر راہ دکھا دیتا ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جماعت کو قائم کرنے کا کیا مقصد بیان فرمایا ہے؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: یہ سلسلہ قائم کرنے کا مقصد ہی تقویٰ کا قیام ہے۔ بعض تو کھلے طور پر بے حیائیوں میں گرفتار ہیں اور فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں اور بعض ایسے ہیں جو ایک قسم کی ناپاکی کی ملونی اپنے اعمال کے ساتھ رکھتے ہیں۔ مگر انہیں نہیں معلوم کہ اگر اچھے کھانے میں تھوڑا سا زہر پڑ جاوے تو وہ سارا زہریلا ہو جاتا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو چھوٹے چھوٹے گناہ ریا کاری وغیرہ جن کی شاخیں باریک ہوتی ہیں ان میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ دنیا کو تقویٰ اور طہارت کی زندگی کا نمونہ دکھائے۔ اسی غرض کے لئے اس نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے۔ وہ تطہیر چاہتا ہے اور ایک پاک جماعت بنانا اس کا منشاء ہے۔"

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے اخلاق بہتر ہونے اور کمزوریوں کو دور کرنے کے متعلق کیا نصائح بیان فرمائیں؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: جہاں تک آپ لوگوں کی طاقت ہے خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے۔ فرمایا "تم اپنے ایمانوں اور اعمال کا محاسبہ کرو کہ کیا ایسی تبدیلی اور صفائی کر لی ہے کہ تمہارا دل خدا تعالیٰ کا عرش ہو جائے اور تم اس کی حفاظت کے سائے میں آ جاؤ۔"

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ کے روشن مستقبل کے متعلق کیا پیشگوئی فرمائی ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک موقع پر آپ نے سلسلہ کے روشن مستقبل کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا کہ: "یہ زمانہ بھی روحانی لڑائی کا ہے۔ شیطان کے ساتھ جنگ شروع ہے۔ شیطان اپنے تمام ہتھیاروں اور مکروں کو لے کر اسلام کے قلعے پر حملہ آور ہو رہا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اسلام کو شکست دے مگر خدا تعالیٰ نے اس وقت شیطان کی آخری جنگ میں اس کو ہمیشہ کے لئے شکست دینے کے لئے اس سلسلے کو قائم کیا ہے۔ مبارک وہ جو اس کو شناخت کرتا ہے۔ اب تھوڑا زمانہ ہے ابھی ثواب ملے گا لیکن عنقریب وقت آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کی سچائی کو آفتاب سے بھی زیادہ روشن کر کے دکھائے گا۔ وہ وقت ہوگا کہ ایمان ثواب کا موجب نہ ہوگا۔"

سوال معاندین احمدیت جو یہ الزام لگاتے ہیں کہ جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں نے کیا ترقی کی؟ جھوٹ، افتراء، بدظنی، غصہ اس میں یہ لوگ ابھی بھی مبتلا ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کا کیا جواب دیا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: کیا یہ ان کے لئے باعث ندامت نہیں ہے کہ انسان عمدہ سمجھ کر اس سلسلے میں آیا تھا۔ جیسا کہ ایک رشید فرزند اپنے باپ کی نیک نامی ظاہر کرتا ہے کیونکہ بیعت کرنے والا فرزند کے حکم میں ہوتا ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو اُمّہات المومنین کہا گیا ہے گویا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عامۃ المومنین کے باپ ہیں۔ جسمانی باپ زمین پر لانے کا موجب ہوتا ہے اور حیات ظاہری کا باعث۔ مگر اس کے مقابلے میں روحانی باپ آسمان پر لے جاتا ہے۔ اور اس مرکز اصلی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ کوئی بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے؟ کبھی پسند نہیں کرو گے کہ بیٹا اپنے باپ کو بدنام کرے۔ نہ کوئی باپ یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا بیٹا اسے بدنام کرنے والا ہو۔ فرمایا جب کوئی شخص ایک سلسلہ میں شامل ہوتا ہے اور اس سلسلہ کی عظمت اور عزت کا خیال نہیں رکھتا اور اس کے خلاف کرتا ہے تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوتا ہے۔" اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں پھر آ جاتا ہے۔ "کیونکہ وہ صرف اپنے آپ ہی کو ہلاکت میں نہیں ڈالتا بلکہ دوسروں کے لئے ایک برا نمونہ ہو کر ان کو سعادت اور ہدایت کی راہ سے محروم رکھتا ہے۔"

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایمان کی کیا نشانی بیان فرمائی ہے؟

جواب حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ "ایمان یہ ہے کہ کچھ مخفی ہو تو مان لے۔ جو ہلال کو دیکھ لیتا ہے وہ تیز نظر کہلاتا ہے۔ لیکن چودھویں کے چاند کو دیکھ کر شور مچانے والا (کہہ دے کہ میں نے چاند دیکھ لیا تو وہ) دیوانہ کہلائے گا۔"

......☆......☆......

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورہ ڈنمارک وسویڈن، مئی 2016ء

۞ اگر آپ کو مسلمانوں کے اسکولوں یا مسجدوں وغیرہ میں کسی پر شک ہے تو باقاعدہ ان کی نگرانی کرنی چاہئے، اگر مکمل احتیاط کی جائے تو میرا نہیں خیال کہ کوئی بھی یہ ملک چھوڑ کر isis میں شامل ہوسکتا ہے ۞ جہاں تک احمدی مسلمانوں کا تعلق ہے تو ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلامی تعلیمات بڑی وضاحت کے ساتھ انتہاء پسندی اور ظلم وستم کی مذمت کرتی ہیں اور جہاں تک احمدی نوجوانوں یا کسی بھی احمدی کا تعلق ہے تو آپ کبھی بھی کسی احمدی کو نہیں دیکھیں گے کہ وہ ملک چھوڑ کر isis یا دیگر انتہا پسند گروپوں میں شامل ہوا ہو ۞ آج کے دور میں ہم کوئی ایسا مذہبی یا غیر مذہبی گروپ نہیں دیکھتے جو تلوار کے زور سے صفحہ ہستی سے اسلام کا نام مٹانے کی کوشش کر رہا ہو ۞ اس دور میں جہاد یہی ہے کہ میڈیا، لٹریچر اور کتب کے ذریعہ اسلام مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ اس دور میں طاقت کے استعمال کی اجازت نہیں ہے ❖

(سویڈش اخبار Skanska Dagbladat کا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے انٹرویو)

● اگر آپ کا مذہب کے ساتھ لگاؤ ہے تو آپ یہ دیکھ کر جذباتی ہو جاتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک ایسی جگہ ہے جہاں آپ کی جماعت کے لوگ اور مسلمان جمع ہو کر اپنی عبادت بجالا سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک سکتے ہیں ● جہاں ہماری کمیونٹی ہے وہاں کوشش ہوتی ہے کہ ہماری عبادت کیلئے ایک جگہ بھی ہو۔ بالکل ایسے ہی جیسے ماضی میں جہاں بھی عیسائی ہوتے وہاں وہ چرچ تعمیر کر لیتے تھے ● یہ درست ہے کہ میں دنیا بھر میں سفر کرتا ہوں۔ لیکن ان سفروں کا مقصد رہنماؤں کو ملنا نہیں ہوتا بلکہ میں تو اپنی جماعت کے لوگوں سے ملنے کیلئے سفر کرتا ہوں جن سے میں پیار کرتا ہوں اور جو مجھ سے پیار کرتے ہیں ● میرے لئے سب سے اہم چیز دنیا کا امن ہی ہے، جس کے متعلق میں ایک عرصہ سے بات کر رہا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ میں نے دنیا کے مختلف ممالک کے سربراہوں کو بشمول امریکہ، برطانیہ، چین، روس، سعودی عرب، ایران اور حتی کہ پوپ کو خطوط لکھے ہیں تا کہ ہم سب باہم متحد ہو کر دنیا میں امن کے قیام کیلئے کوشش کریں ● یہ بہت معمولی سی بات ہے جس کو بہت بڑا مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اگر ایک مرد عورت کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتا تو کیا اس سے ملک کی ترقی میں رکاوٹ آجاتی ہے؟ سیاستدان اور سیاسی رہنما ان باتوں میں کیوں الجھ رہے ہیں؟ ہزاروں ایسے معاملات ہیں جو اس کی نسبت زیادہ سنگین ہیں۔ ہزاروں لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ آپ ان بھوکوں کو کھانا کھلانے کے بارہ میں کیوں نہیں پریشان ہوتے؟ آپ ایسے لوگوں کیلئے ملازمتوں کے مواقع کیوں نہیں مہیا کرتے؟ عورتوں سے ہاتھ ملانا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے اصل مسائل تو یہ ہیں۔ انکے بارہ میں debate کیوں نہیں ہو رہی؟ لوگ dustbin سے خوراک کیوں تلاش کرتے پھر رہے ہیں؟ ● یہ صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو کہتی ہے کہ ہمیں تمام بنی نوع انسان کو ان کے خالق کے قریب کرنا ہے تا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہو سکے۔ پس میں تو ہر ایک کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہوں۔ میں کسی شخص سے نفرت نہیں کرتا۔ اگر میں کسی چیز کو ناپسند کرتا ہوں تو وہ کسی شخص کا کوئی فعل ہوتا ہے نہ کہ وہ شخص۔ میں ایسے شخص کے لئے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور تمام برے کاموں سے توبہ کرے۔ یہی میرا مذہب ہے اور اسی مذہب کو ہم نے پھیلانا ہے ❖

(سویڈش اخبار Sydsvenskan کا حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے انٹرویو)

۞ میری ذمہ داری بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب کرنا ہے، یہ بھی ذمہ داری ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ اگر ہر ایک اپنے اوپر عائد دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کر رہا ہو تو پھر لڑائی جھگڑے کی کوئی صورت نہیں بچتی ۞ ایک تو مشنری کا کام ہے یعنی ہم حقیقی اسلامی تعلیمات جو قرآن کریم میں بیان ہوئیں اور پیغمبر اسلام کے اسوہ میں دیکھنے کو ملیں ان کی تبلیغ کرتے ہیں اور دوسری چیز انسانیت کی خدمت ہے جو ہم تیسری دنیا کے ممالک میں بجالا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم اسکول، ہسپتال اور دیگر سہولیات مہیا کر رہے ہیں۔ تیسری دنیا کے بعض ممالک بالخصوص افریقہ میں بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں پینے کا پانی نہیں ہے۔ پھر ہم نے اس طرح کے کئی اور انسانی خدمت کے پراجیکٹس شروع کر رکھے ہیں جس میں ماڈل ولیجز کی تعمیر وغیرہ شامل ہیں۔ اس طرح کے کئی اور کام ہیں ۞ جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے تو ہمیں دوہرا خطرہ ہے کیونکہ وہ لوگ ہمارے عقائد کے اختلاف کی وجہ سے بھی ہمارے خلاف ہیں، لیکن ہم امن پسند لوگ ہیں جب دو مساجد میں ہمارے سو کے قریب احمدی مار دیئے گئے اس وقت بھی ہم نے کسی قسم کا بدلہ لینے کی کارروائی نہیں کی ۞ تبلیغ کے ذریعہ ہم اسلام کی اور قرآن کریم کی حقیقی تعلیمات کا پرچار کرتے ہیں جو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہیں، ایک دوسرے کی عزت واحترام کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ قرآن کریم میں عورتوں کے حقوق کی ضمانت دی گئی ہے، عورتوں کو وراثت کا حق دیا گیا ہے، عورت کو خلع کا حق دیا گیا ہے، جب لوگوں کو اسلامی تعلیمات کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے تو وہ ہمارے ساتھ آکر شامل ہو جاتے ہیں ❖

(سویڈش نیشنل ریڈیو کا حضور پُر نور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے انٹرویو)

❖ ڈنمارک کے لوکل اخبار Hvidover Avls میں مسجد نصرت جہاں کی نمایاں تصویر کے ساتھ آرٹیکل ❖ ڈینش اخبار Kristeligt Dagblad میں حضور انور کے ہلٹن ہوٹل کانفرنس ہال میں خطاب کی تفصیلی رپورٹ ❖ سویڈش ٹیلی ویژن ''سکین ٹی وی'' میں مسجد محمود کے حوالہ سے خبر ❖ آن لائن اخبار 24-Malmo میں مسجد محمود کے افتتاح اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دورہ کے حوالہ سے خبر ❖ سویڈش اخبار Sydsvenskan میں مسجد کی تعمیر کے حوالہ سے رپورٹ ❖

{رپورٹ: عبد الماجد طاہر، ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن}

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مورخہ 11، 12 /مئی 2016 کی مصروفیات

(بقیہ) 11 /مئی 2016 (بروز بدھ)

حضور پُر نور سے ایک اخبار کا انٹرویو

اس کے بعد لوکل اخبار Skanska Dagbladat کے جرنلسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو کیا۔ انٹرویو شروع کرنے سے پہلے صحافی نے بتایا کہ وہ پہلے اس مسجد کے حوالہ سے اخبار میں لکھ چکے ہیں۔

☆ اس کے بعد صحافی نے پوچھا کہ کچھ عرصہ پہلے مالمو سے تعلق رکھنے والا ایک نوجوان دہشت گردی کے الزام میں برسلز میں گرفتار کیا گیا ہے۔ isis جس طرح لوگوں کو بھرتی کر رہی ہے وہ سب سے بڑا مسئلہ ہے اس حوالہ سے آپ کیا کہیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس حوالہ سے میں لمبے عرصہ سے خبردار کر رہا ہوں کہ حکومتوں کو اس بارہ میں اقدامات کرنے چاہئیں۔ اگر آپ کو مسلمانوں کے اسکولوں یا مسجدوں وغیرہ میں کسی پر شک ہے تو باقاعدہ ان کی نگرانی کرنی چاہئے۔ اگر مکمل احتیاط کی جائے تو میرا نہیں خیال کہ کوئی بھی یہ ملک چھوڑ کر isis میں شامل ہو سکتا ہے۔ اگر ان لوگوں کو radicalise کیا جا رہا ہے تو یہاں اس ملک کے اندر ہی کیا جا رہا ہے۔ اور یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ دیکھے کہ ان لوگوں کو کس طرح شدت پسندی کی تعلیم دی جا رہی ہے؟ جہاں تک احمدی مسلمانوں کا تعلق ہے تو ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلامی تعلیمات بڑی وضاحت کے ساتھ انتہاء پسندی اور ظلم و ستم کی مذمت کرتی ہیں اور جہاں تک احمدی نوجوانوں یا کسی بھی احمدی کا تعلق ہے تو آپ کبھی بھی کسی احمدی کو نہیں دیکھیں گے کہ وہ ملک چھوڑ کر isis یا دیگر انتہا پسند گروپوں میں شامل ہوا ہو۔ کیونکہ ہماری تعلیمات تو پیار، محبت اور ہم آہنگی پر مشتمل ہیں۔ ان اسلامی تعلیمات کا شدت پسندی سے دور دور کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور میرا یقین ہے کہ ہر مذہب کی بنیادی تعلیم یہی محبت، پیار اور ہم آہنگی ہی ہے۔

☆ اس کے بعد صحافی نے کہا کہ جو نوجوان isis چھوڑ کر واپس برطانیہ یا سویڈن آرہے ہیں ان کے بارہ میں آپ کا کہنا ہے کہ انہیں دوسرا موقع ملنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دیکھیں جب آپ نے انہیں ہر جگہ جانے کی مکمل آزادی دی ہوئی ہے تو آپ انہیں چیک نہیں کر

سکتے ۔ پس ان لوگوں کو جیلوں میں نہیں بلکہ ہوسٹلز میں رکھنا چاہئے تاکہ آپ ان پر نظر رکھیں اور انہیں بتائیں کہ ملک کے ساتھ وفاداری کیا چیز ہوتی ہے؟ اور اس کا آپ کے عقیدہ میں کیا مقام ہے؟ کیونکہ ہمارے عقیدے کے مطابق وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے ۔ پس اگر آپ نوجوان نسل کو احساس دلا دیتے ہیں کہ یہ تمہاری تعلیمات ہیں اور تمہیں ان تعلیمات پر چلنا چاہئے تو میرا خیال ہے اگر ان کو ٹھیک طریق سے سکھایا جائے اور ان پر نظر رکھی جائے تو قوی امید ہے کہ ان میں سے بڑی تعداد کچھ عرصہ بعد اپنے اعمال سے توبہ کر لے گی ۔ میرے نزدیک انہیں جیل میں نہیں رکھنا چاہئے ۔ جب ان کو دوسرے قیدیوں کے ساتھ رکھیں گے تو ہوسکتا ہے کہ آپ کو مزید کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑے ۔ اور ممکن ہے وہ ان قیدیوں سے بری چیزیں سیکھ لیں ۔ اور اگر وہ یقین دہانی کروا دیں کہ ہم اب مکمل طور پر تبدیل ہو چکے ہیں تو آپ انہیں انکے گھروں میں رہنے کی اجازت دے دیں اور وقت بوقت ان کو زیر مشاہدہ رکھیں۔

☆ صحافی نے کہا کہ سویڈن میں اس کے برعکس ہو رہا ہے ۔ جب یہ لوگ واپس آتے ہیں ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے کیونکہ دہشت گردوں کے ساتھ شامل ہونا یا رابطہ رکھنا غیر قانونی فعل ہے ۔ آپ کا اس بارہ میں کیا خیال ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر تو قانون کہتا ہے کہ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے تو پھر ٹھیک ہے ۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ان لوگوں کی وجہ سے مسائل پیدا ہوئے ہیں اور یہ ان مسائل کا حصہ ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو بھی بدلا ہی نہیں تو پھر قانون جس طرح کہتا ہے اس کے مطابق ان کے ساتھ سلوک ہونا چاہئے۔

☆ صحافی نے پوچھا کہ اس مسئلہ کے بارہ میں احمدی جماعت کیا کردار ادا کر سکتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : ہم تو ایک لمبے عرصہ سے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں ۔ ہم تو کہتے ہیں کہ آج کے دور میں جہاد جس کو بالعموم دشمن کے خلاف تلوار اور طاقت کا استعمال سمجھا جاتا ہے موقوف ہو گیا ہے ۔ کیونکہ تلوار کے جہاد کی اجازت صرف اس وقت دی گئی تھی جب دشمن اسلام کو مٹانے کے لئے مسلمانوں کے خلاف تلوار اُٹھا رہے تھے ۔ وہ چند مسلمانوں یا چند مسلمانوں کے گروپوں کو ختم نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ کلیۃً مذہب کو ہی مٹا دینا چاہتے تھے ۔ لیکن آج کے دور میں ہم کوئی ایسا مذہبی یا غیر مذہبی گروپ نہیں دیکھتے جو تلوار کے زور سے صفحہ ہستی سے اسلام کا نام مٹانے کی کوشش کر رہا ہو ۔ اگر یہ لوگ اسلام کے خلاف ہیں تو میڈیا یا اس قسم کے دیگر ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلام کے خلاف پراپیگنڈہ کرتے ہیں ۔ پس اس دور میں جہاد یہی ہے کہ میڈیا، لٹریچر اور کتب کے ذریعہ اسلام مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا جائے ۔ اس دور میں طاقت کے استعمال کی اجازت نہیں ہے ۔ جب دشمن کے خلاف تلوار کے جہاد کی سب سے پہلے اجازت دی گئی تو اس اجازت کے ساتھ تفصیلی ہدایات بھی دی گئیں ۔ اور اس آیت میں یہ بھی ذکر کیا گیا کہ اگر آپ نے دشمنوں کو جو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کیلئے تیار تھے ان کا طاقت کے ساتھ مقابلہ نہ کیا تو آپ کو کوئی کلیسا، گرجہ، مندر یا عبادت کی کوئی بھی جگہ محفوظ نہیں ملے گی ۔ کیونکہ یہ دشمنان صرف اسلام کو ہی نہیں مٹانا چاہتے ہیں بلکہ یہ لوگ تو مذہب کے خلاف ہیں اور تمام مذاہب ختم ہو جائیں گے۔

☆ صحافی نے کہا کہ یہ لوگ تو سمجھ رہے ہیں کہ وہ اس طرح سے اسلام کو پھیلا رہے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ تلوار کے ذریعہ نہیں بلکہ تبلیغ کے ذریعہ اسلام کا پیغام پھیلا سکتے ہیں ۔ حتیٰ کہ قرآن کریم خود کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں ۔ پس جب مذہب میں جبر نہیں تو اسلام کو پھیلانے کے لئے طاقت کا استعمال کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟

☆ اس کے بعد صحافی نے سوال کیا کہ آپ کا یہاں سٹاک ہوم میں کیا پروگرام ہے ؟ کیا آپ سیاست دانوں سے ملیں گے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا نہیں خیال کہ میں سیاست دانوں سے ملوں گا مگر سٹاک ہوم میں ایک ریسپشن کا پروگرام منعقد ہو رہا ہے ۔ اگر کچھ سیاستدان ہماری دعوت قبول کر لیتے ہیں تو ممکن ہے اس موقع پر مختصر سی ملاقات ہو جائے ۔ ورنہ میرا ارادہ تو صرف اس مسجد کے افتتاح کا تھا ۔ اور جماعت کے افراد کے ساتھ ملاقاتیں کرنا تھا۔

☆ صحافی نے کہا کہ یہاں مالمو میں آپ کا مسجد بنانے کا کیا مقصد تھا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : یہاں مالمو میں احمدی مسلمانوں کے پاس باقاعدہ کوئی عبادت کے لئے جگہ نہیں تھی جہاں وہ جمع ہو سکتے اور باجماعت نمازیں ادا کر سکتے ۔ لیکن اب ہم نے یہاں مسجد تعمیر کر لی ہے ۔ دن میں پانچ نمازیں ادا کرنا ہم پر فرض ہے ۔ پس اس مسجد کا مقصد بھی یہی ہے کہ احمدی مسلمان یہاں جمع ہوں اور باجماعت اپنی فرض نمازوں کی ادائیگی کریں ۔ اس کے علاوہ اور بھی مقاصد ہیں ۔ جیسے یہاں multi purpose ہال تعمیر کیا گیا ہے جس کو آپ کمیونٹی ہال بھی کہہ سکتے ہیں جہاں احمدی نوجوان یا قدرے بڑی عمر کے لوگ بھی آسکیں گے جو وہاں کھیل سکتے ہیں ۔ اپنے اجلاسات کر سکتے ہیں اور اپنی دیگر تقریبات منعقد کر سکتے ہیں۔

☆ اس کے بعد صحافی نے کہا کہ میں نے یہاں پر سکیورٹی کافی سخت دیکھی ہے ۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : بالعموم دنیا کے حالات میں ایک اضطراب ہے ۔ بعض یوروپین ممالک میں بھی ہمیں کہا گیا ہے کہ ہم اپنی مساجد وغیرہ کی حفاظت کا انتظام کریں ۔ پس جب بھی احمدی یہاں جمع ہوتے ہیں تو سکیورٹی کی خاطر ہر احمدی کو ایک IDENTITY کارڈ ایشو کیا گیا ہے جسے وہ سکین کروا کر مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں ۔ اور اگر کوئی باہر کا بندہ مسجد میں آنا چاہے تو آ سکتا ہے مگر اس کا سکیورٹی چیک ہوگا ۔ کیونکہ صرف احمدی مسلمانوں کو خطرہ لاحق نہیں ہے بلکہ اس radicalisation کی وجہ سے ہر ایک کو خطرہ لاحق ہے ۔ حتیٰ کہ آپ کو بھی خطرہ ہو سکتا ہے ۔ بہرحال ہماری مساجد آسانی سے نشانہ بن سکتی ہیں اس لئے ہمیں محتاط اور چوکنا رہنا پڑتا ہے۔

☆ اس کے بعد صحافی نے پوچھا کہ آپ کا تعلق پاکستان سے ہے کیا آپ بغیر کسی مسئلہ کے پاکستان جا سکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے میں پاکستان میں تھا حتیٰ کہ پاکستان میں میرے خلاف مقدمہ بھی دائر کیا گیا جس کی وجہ سے مجھے چند دن جیل میں رہنا پڑا ۔ لیکن اس کے باوجود میں نے پاکستان نہیں چھوڑا ۔ مگر جب میرا انتخاب جماعت احمدیہ کے سربراہ کے طور پر ہوا تو میں نے خود یہ فیصلہ کیا اور جماعت نے بھی یہی تجویز کیا کہ میں پاکستان کی بجائے لندن میں رہوں ۔ کیونکہ پاکستان کا قانون ہماری جماعت کے سربراہ یا کسی بھی احمدی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنے عقائد پر عمل کر سکیں یا ان کی تبلیغ کر سکیں ۔ میں وہاں قانون کے مطابق نہ تو نمازیں پڑھا سکتا ہوں نہ خطبات دے سکتا ہوں اور نہ ہی اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہوں۔

☆ اس پر صحافی نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان میں صرف اسلام کی ایک ہی تعریف ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مرتد ہیں اور اصل اسلامی تعلیمات سے بھٹک گئے ہیں اس لئے وہ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے ۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے پارلیمنٹ میں ہمارے خلاف قانون سازی کی ۔ پس جب بھی میں پاکستان جاؤں تو وہاں ایسے قوانین موجود ہیں جن کی وجہ سے کوئی بھی مولوی پولیس سٹیشن جا کر میرے خلاف مقدمہ کروا سکتا ہے ۔ میں نماز نہیں پڑھ سکتا یہاں تک کہ میں السلام علیکم بھی نہیں کہہ سکتا۔

☆ صحافی نے پوچھا کہ کیا آپ وزٹ پر پاکستان جا سکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں اگر پاکستان جاؤں تو وہاں جا کر کیا کروں گا؟ میں ہر جمعہ کو خطبہ دیتا ہوں جو دُنیا بھر میں ہمارے ٹی وی چینل کے ذریعہ سنا جاتا ہے ۔ تو اگر میں وہاں جاؤں تو میں نماز نہیں پڑھا سکتا ۔ میں خطبات نہیں دے سکتا اور میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا ۔ میں ان باتوں کا کس طرح انکار کر دوں جن پر میرا ایمان ہے؟

☆ صحافی نے آخری سوال کیا کہ ہر سال پیس سمپوزیم کا انعقاد کیا جاتا ہے ۔ کیا امن کا قیام آپ کی جماعت کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ہماری جماعت کے مختلف پروگراموں میں سے ایک پروگرام ہے کہ ہم ہر سال پیس سمپوزیم کا انعقاد کرتے ہیں اور غیر احمدی اور غیر مسلم افراد کی ایک بڑی تعداد اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے آتی ہے ۔ وہاں سیاستدان بھی آتے ہیں اور حاضرین کو ایڈریس کرتے ہیں اور میں بھی حاضرین کو ایڈریس کرتا ہوں اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتا ہوں اور حالات حاضرہ کے مسائل پر بات کرتا ہوں ۔ اس کے علاوہ ہماری جماعت کا جو سب سے بڑا فنکشن ہے وہ جلسہ سالانہ کا انعقاد ہے اور یہ ہر ملک میں منعقد ہوتا ہے اور یوکے میں بھی ہوتا ہے ۔ چونکہ یوکے میں میں بھی موجود ہوں اس لئے اس کو انٹرنیشنل جلسہ سمجھا جاتا ہے ۔ جس میں 35 سے 40 ہزار تک لوگ شامل ہوتے ہیں اور یہ تین دن تک جاری رہتا ہے ۔ اس میں بھی بعض غیر احمدی اور غیر مسلم مہمان آتے ہیں لیکن اکثریت احمدی افراد کی ہوتی ہے۔

انٹرویو کے آخر پر صحافی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا۔

اخبار sydsvenskan کے نمائندہ کا حضور پُرنور سے انٹرویو

بعد ازاں ساؤتھ میں سب سے بڑے اخبار sydsvenskan کے نمائندہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا ۔ موصوف نے انٹرویو کے آغاز میں کہا کہ انہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مل کر بہت خوشی ہوئی ہے جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

☆ اس کے بعد موصوف نے پوچھا کہ مالمو میں بننے والی اس نئی مسجد کے متعلق آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب میں پہلی مرتبہ یہاں مولمو میں آیا تو یہاں زرعی زمین ہوتی تھی لیکن اس دفعہ جب میں آیا تو اس زرعی زمین پر ایک نہایت خوبصورت عمارت تعمیر ہو چکی تھی ۔ اور مسجد وہ جگہ ہے جہاں ہم اپنے خالق حقیقی کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں ۔ پس اگر آپ کا مذہب کے ساتھ لگاؤ ہے تو آپ یہ دیکھ کر جذباتی ہو جاتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک ایسی جگہ ہے جہاں آپ کی جماعت کے لوگ اور مسلمان جمع ہو کر اپنی عبادت بجالا سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک سکتے ہیں۔

☆ اس کے بعد اس نمائندہ نے سوال کیا کہ آپ کے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے مالمو میں مسجد بنانا اتنا ضروری کیوں تھا؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جہاں بھی ہماری جماعت ہے ہم وہاں اپنی مساجد تعمیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ یہ بات نہیں ہے کہ ہم نے صرف مالمو میں کوئی خاص مقاصد لیکر مسجد تعمیر کی ہے بلکہ یہاں کافی احمدی رہتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ ہم مالمو میں اپنی مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے مسجد تعمیر کر لی ۔ جرمنی میں بھی آپ دیکھیں گے کہ بڑے شہروں میں نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے قصبوں میں جن کی آبادی شاید بیس پچیس ہزار کی ہو اور وہاں احمدی رہ رہے ہیں وہ بھی وہاں مساجد تعمیر کر رہے ہیں ۔ پس جہاں ہماری کمیونٹی ہے وہاں کوشش ہوتی ہے کہ ہماری عبادت کیلئے ایک جگہ بھی ہو ۔ بالکل ایسے ہی جیسے ماضی میں جہاں بھی عیسائی ہوتے تو وہاں وہ چرچ تعمیر کر لیتے تھے۔

اس پر نمائندہ نے کہا کہ ابھی بھی تعمیر کرتے ہیں ۔ جس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بسا اوقات ابھی بھی کرتے ہیں ۔ زیادہ تر افریقہ میں کرتے ہیں اور یورپ تو بھول ہی چکے ہیں۔

☆ نمائندہ نے پوچھا کہ آپ کے مذہب اور دیگر مسلمانوں میں کیا بڑا فرق ہے؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارا کوئی نیا مذہب نہیں ہے یا ہمارا مذہب اسلام سے کوئی مختلف نہیں ہے ۔ ہم بھی اسلام کے اسی نبی محمد ﷺ پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی

کتاب قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں جس پر دوسرے مسلمان۔ فرق یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں مسلمان حقیقی اسلامی تعلیمات کو بھلا دیں گے اور اس وقت ایک شخص ظاہر ہوگا اور آپ ﷺ نے بعض علامتیں بھی بیان فرمائیں کہ جب وہ شخص ظاہر ہوگا اور دعویٰ کرے گا تو تم اس کو ان نشانیوں پر پرکھ لینا اور یہ علامتیں بہت سی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ شخص ظاہر ہو چکا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے جو علامتیں بیان فرمائیں ان کے مطابق آخری زمانہ میں میڈیا بہت زیادہ اہمیت کا حامل بن جائے گا، نقل و حمل کے ذرائع کی کثرت ہوگی اور بعض آسمانی نشان ظاہر ہوں گے جیسا کہ سورج اور چاند کو معینہ وقت پر گرہن لگنا وغیرہ ہیں۔ پس ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ نشانات پورے ہو چکے ہیں اور وہ شخص ظاہر ہو چکا ہے۔ جبکہ دیگر مسلمانوں کا کہنا ہے کہ جس مسیح نے آنا تھا اُس نے آسمان سے نازل ہونا ہے۔ جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر انسان اس دنیا میں کچھ وقت گزارنے کے بعد وفات پا جاتا ہے اور ہمارے عقیدے کے مطابق کوئی بھی وفات یافتہ شخص دوبارہ نہیں آسکتا۔ پس جس شخص کے متعلق رسول کریم ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی وہ مسیح ناصری نہیں تھا بلکہ اس مسیح کی خصوصیات کا حامل ایک شخص تھا۔ پس ہمارا ایمان ہے کہ وہ شخص آچکا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے بیچ سب سے بڑا اختلاف یہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس اختلاف کے باوجود جن مسلمانوں کو احساس ہو رہا ہے حق کیا ہے وہ ہمارے ساتھ شامل ہوتے جا رہے ہیں۔ 127 سال قبل 1889ء میں جس شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے دعویٰ کے 127 سال بعد اب اس شخص کی جماعت تقریباً 207 ممالک تک جا پہنچی ہے۔ جب اس کی وفات ہوئی تو اس وقت بھی احمدیوں کی تعداد چار لاکھ کے قریب پہنچ چکی تھی اور اس وقت مواصلاتی ذرائع اور سہولیات اس طرح نہیں تھیں جس طرح کہ اب ہیں۔ اس وقت جو لوگ ہماری کمیونٹی میں شامل ہوئے وہ زیادہ تر مسلمان ہی تھے۔ گو کہ مسلمان ملاں بڑا شور مچاتے ہیں اور بعض ممالک میں ہم پر ظلم ہو رہے ہیں اور ہمارے خلاف قوانین بنائے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی مسلمان اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ہماری جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔

☆نمائندہ نے کہا کہ آپ پر پاکستان میں پابندیاں ہیں۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بالکل درست بات ہے ہم پاکستان میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ آئین کہتا ہے کہ احمدی قانونی طور پر غیر مسلم ہیں۔

☆نمائندہ نے اگلا سوال کیا کہ پاکستان میں احمدیوں کو خطرہ کیوں سمجھا جاتا ہے؟ یا پاکستان کو احمدیوں سے کیا خطرہ ہے کہ وہاں احمدیوں کے خلاف قانون بنایا گیا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم تو پاکستان کیلئے کوئی خطرہ نہیں ہیں۔ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ احمدی تھے۔ ایک بڑی تعداد میں پاکستانی افواج میں احمدی فوجیوں نے پاکستان کی خاطر دشمنوں کے ساتھ لڑائی کی اور جان کی قربانی دی۔ انہیں اس وقت کی حکومت کی طرف سے تمغوں سے نوازا گیا بلکہ ابھی حال ہی میں گزشتہ مہینہ ایک احمدی فوجی جو پاکستانی حکومت کیلئے لڑ رہے تھے شدت پسندوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور ان کی تدفین ربوہ میں عمل میں آئی جہاں اکثریت احمدیوں کی ہے اور حکومت کی طرف سے پورے اعزاز کے ساتھ انہیں دفن کیا گیا۔ پس اگر ہم کچھ غلط کر رہے ہیں تو پھر ہم پاکستان کیلئے جانیں کیوں قربان کرتے ہیں اور پاکستان کی خدمت کیوں کرتے ہیں؟ پاکستان کا پہلا نوبل انعام یافتہ ایک احمدی ہی تھا جس کو ضیاء الحق نے ازخود پاکستانی تسلیم کیا اور دوسری طرف ضیاء الحق ہی تھا جس نے احمدیوں کے خلاف مزید قوانین نافذ کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس جب کہیں ان کا مفاد ہوتا ہے تو وہ ہمیں قانون پر عمل کرنے والے اور وفادار پاکستانی بھی سمجھتے ہیں۔ پس وہ یہ سب گھٹیا سیاسی مفاد کی خاطر کرتے ہیں جس کی ابتداء 1974ء میں اس وقت کے پاکستانی وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کی اور اس کے بعد اس میں اضافہ مارشل لاء کے تحت ضیاء الحق نے کیا۔ پس یہ یا تو سیاسی مفاد کی خاطر یا پھر ملاؤں کو خوش کرنے کیلئے اور ان کو ٹھنڈا کرنے کیلئے ہوتا رہا ہے۔

☆اس کے بعد نمائندہ نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ تیسری عالمی جنگ کے بارہ میں آگاہ کرنے کیلئے دنیا بھر کا سفر کرتے ہیں اور مختلف رہنماؤں سے ملتے ہیں اور انہیں خطوط لکھتے ہیں۔ اس کے بارہ میں کچھ بتائیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ درست ہے کہ میں دنیا بھر میں سفر کرتا ہوں۔ لیکن ان سفروں کا مقصد رہنماؤں کو ملنا نہیں ہوتا بلکہ میں تو اپنی جماعت کے لوگوں سے ملنے کیلئے سفر کرتا ہوں جن سے میں پیار کرتا ہوں اور جو مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ اور ان سفروں کے دوران اگر مقامی جماعتوں کی انتظامیہ وہاں کے سیاستدانوں اور رہنماؤں کے ساتھ میٹنگز کا انتظام کرتی ہے یا مختلف سیاستدانوں سے ملاقات کرنے کا موقع ملتا ہے تو میں پھر ان سے بھی مل لیتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے لئے سب سے اہم چیز دنیا کا امن ہی ہے، جس کے متعلق میں ایک عرصہ سے بات کر رہا ہوں اور یہی وجہ ہے کہ میں نے دنیا کے مختلف ممالک کے سربراہوں کو بشمول امریکہ، برطانیہ، چین، روس، سعودی عرب، ایران اور حتیٰ کہ پوپ کو خطوط لکھے ہیں تاکہ ہم سب باہم متحد ہو کر دنیا میں امن کے قیام کیلئے کوشش کریں۔

☆نمائندہ نے پوچھا کہ کیا آپکے پاس کوئی حل ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کا حل جو میں ہر مرتبہ بتاتا ہوں یہی ہے کہ اپنے خالقِ حقیقی کو پہچانیں اور ایک دوسرے کا عزت واحترام کریں۔ جماعت احمدیہ کے بانی نے بھی یہی فرمایا کہ میرے آنے کے دو مقاصد ہیں۔ ایک تو بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب لانا اور دوسرا بنی نوع انسان کو حقوق العباد کی طرف متوجہ کرنا۔ جاپان میں ایک بدھ مت کے پادری نے مجھ سے پوچھا تھا کہ امن کی تعریف کیا ہے؟ تو میں نے ان کو یہی جواب دیا تھا کہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہر ایک اسی طریق پر عمل پیرا ہو جائے تو خود ہی امن قائم ہو جائے گا۔ دوسرے کا حق مارنے کی بجائے اس کا حق ادا کرو۔ اسی طریق پر ہم امن کا قیام کر سکیں گے۔

☆نمائندہ نے پوچھا کہ آپ نے مختلف رہنماؤں کو جو خطوط لکھے ہیں ان کا کیا جواب ملا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے صرف کینیڈا اور یو.کے کے وزرائے اعظم کی طرف سے جواب موصول ہوا اور انہوں نے لکھا کہ ہم دنیا میں امن کے قیام کیلئے کوششیں کر رہے ہیں اور اپنے نیوکلیئر ہتھیاروں میں کمی کر رہے ہیں۔ یہ تو صرف سیاسی جواب تھا۔ مجھے نہیں علم کہ وہ اس پر کبھی عمل بھی کریں گے۔

☆اس کے بعد نمائندہ نے سوال کیا کہ سویڈن اور دُنیا بھر میں ISIS کے متعلق کافی بحث ہوتی رہی ہے۔ بہت سے نوجوان جوان یورپین ملکوں میں پلے بڑھے ہیں وہ یہاں سے سیریا جا کر ISIS میں شامل ہو رہے ہیں۔ آپ کے خیال میں بہت سے لوگ کیوں ان میں شامل ہو رہے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک وجہ جو میں بالعموم بتاتا ہوں وہ معاشی ہے اور اس کو اب بہت سے سیاسی لیڈرز اور تجزیہ کار تسلیم بھی کر رہے ہیں۔ 2008ء میں آنے والے معاشی بحران کے نتیجہ میں نوجوان نسل کے اندر محرومی میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ بہت سوں کی نوکریاں چلی گئیں۔ صرف یو.کے میں ہی لاکھوں کی تعداد میں لوگ اپنی نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اگر اس حوالہ سے کوئی بہتری ہو بھی رہی ہے تو اس بہتری کا فائدہ نوجوان نسل کو نہ ہونے کے برابر ہے۔ جو تجربہ کار ہیں ان کو تو نوکریاں مل جاتی ہیں جبکہ نوجوان ویسے ہی رہتے ہیں اور ISIS ان لوگوں کو پانچ، چھ یا دس ہزار ڈالرز ماہانہ کا لالچ دے کر اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ ایک شخص جس کو سو ڈالر ماہانہ مل رہا ہو جب اسے ہزاروں ڈالرز ملیں تو آپ خود ہی اندازہ لگالیں۔ تو اس کی ایک وجہ یہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کے علاوہ بھی کئی پرکشش چیزیں ہیں۔ مثلاً اگر آپ لڑتے ہوئے مارے جاتے ہیں تو آپ کو جنت ملے گی وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ اسلامی تعلیمات نہیں ہیں۔ یہ لوگ انہیں قرآن کریم کی غلط تفاسیر بتا کر شدت پسند بنا رہے ہیں، انہیں اپنے زیرِ اثر کر رہے ہیں اور خود ساختہ تعلیمات پر عمل کروا رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نوجوانوں کی ایک تعداد ایسی بھی ہے جو ISIS سے بچ کر نکل آئی ہیں اور یہ نوجوان بتاتے ہیں کہ جب ہم وہاں گئے تھے تو بہت اچھے ارادوں کے ساتھ گئے تھے کہ ہم اسلام کے بارہ میں سیکھیں گے اور اسلام کی خدمت کریں گے۔ لیکن انہوں نے وہاں ظلم اور سفا کی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ پس اگر ان نوجوانوں کو radicalise کیا جا رہا ہے تو حکومتوں کو بھی چاہئے کہ وہ ٹھوس اقدامات کریں اور دیکھیں کہ انہیں کیوں radicalise کیا جا رہا ہے اور اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اب تو سیاسی تجزیہ کار اور بعض صحافی جو وہاں گئے ہیں وہ بتا رہے ہیں کہ اگر یہ یہ اقدامات کر لئے جائیں تو نوجوان نسل کو واپس لایا جا سکتا ہے۔ پس جیسا کہ میں نے کہا کہ جو ISIS کر رہی ہے وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ نوجوانوں میں جنہوں نے سب سے زیادہ ظلم و ستم ڈھائے ہیں ان کا تعلق افریقہ، ایشیا یا دنیا کے کسی اور حصہ سے آئے ہوئے باشندوں سے نہیں بلکہ مقامی یورپ کے باشندوں سے تھا۔ پس ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دوسری طرف آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ احمدی نوجوان ان شدت پسندوں کے ہاتھوں radicalise نہیں ہو رہے۔ کیونکہ ہماری تعلیمات ہی اصل اسلامی تعلیمات ہیں۔ ہم انہیں بچپن سے ہی بتاتے ہیں کہ اصل اسلام کیا ہے۔

☆نمائندہ نے کہا اب سویڈن میں یہ قانون بنایا گیا ہے کہ ISIS میں جا کر شامل ہونا غیر قانونی ہے۔ یعنی جو لوگ ISIS چھوڑ کر واپس بھی آنا چاہیں گے ان کیلئے راستہ بند ہے۔ تو کیا ایسے نوجوانوں کو معاف کر دینا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر کوئی وہاں برے ارادے کے ساتھ گیا تھا تو اسے قانون کا سامنا کرنا ہوگا اور یہ قانون اور عدالت کا کام ہے کہ وہ دیکھے کہ وہ وہاں کس ارادے کے ساتھ گیا تھا اور کیا اس کو اپنی اصلاح کا ایک موقع ملنا چاہئے یا اسے سزا ملنی چاہئے۔

☆اس کے بعد نمائندہ نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ یہاں سویڈن میں عورتوں کے ساتھ ہاتھ ملانے پر بحث چل رہی ہے اور بعض کے نزدیک اگر آپ عورتوں کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ ان کی عزت اور احترام نہیں کرتے۔ اس حوالہ سے آپ کا کیا نظریہ ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر میں عورت کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتا تو آپ کو کیا پتہ کہ میرے دل میں کیا ہے؟ اگر میں عورت کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتا تو میں اپنی مذہبی تعلیمات اور روایات کی بناء پر ایسا کرتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بہت معمولی سی بات ہے جس کو بہت بڑا مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اگر ایک مرد عورت کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتا تو کیا اس سے ملک کی ترقی میں رکاوٹ آجاتی ہے؟ یا یہ عمل ملکی ترقی کیلئے بہتر ثابت ہوتا ہے؟ ان معاملات کا تعلق تو اپنی ذات سے ہے۔ سیاستدان اور سیاسی رہنما ان باتوں میں کیوں الجھ رہے ہیں؟ ہزاروں ایسے معاملات ہیں جو اس کی نسبت زیادہ سنگین ہیں۔ ہزاروں لوگ بھوکے مر رہے ہیں حتیٰ کہ یہاں سویڈن میں بھی ایک اچھی خاصی تعداد ان لوگوں کی ہے جو غربت کے کم ترین معیار سے بھی نیچے ہیں۔ آپ ان بھوکوں کو کھانا کھلانے کے بارہ میں کیوں نہیں پریشان ہوتے؟ آپ ایسے لوگوں کیلئے ملازمتوں کے مواقع کیوں نہیں مہیا کرتے؟ عورتوں سے ہاتھ ملانا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے اصل مسائل تو یہ ہیں۔ انکے بارہ میں debate کیوں نہیں ہو رہی؟ لوگ dustbins سے خوراک کیوں تلاش کرتے پھر رہے ہیں؟

☆اخباری نمائندہ نے سوال کیا کہ کیا آپ

عورت سے ہاتھ ملائیں گے یا نہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا کیونکہ میں ایک مذہبی رہنما ہوں اور میں اپنی مذہبی تعلیمات اور روایات کی پیروی کرتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دنیا میں بہت سے قبائل اور مذاہب ہیں جن کے اپنے طور طریق ہیں اور وہ ہاتھ نہیں ملاتے۔ ہندوؤں کا اپنا طریقہ ہے وہ ہاتھ جوڑ کر نمستے کر دیتے ہیں۔ جاپانیوں کا اپنا طریقہ ہے اور وہ صرف جھکتے ہیں۔ افریقہ میں بھی بعض چیف ہوتے ہیں جو ہاتھ نہیں ملاتے اور دوسروں کی موجودگی میں کھانا بھی نہیں کھاتے۔ تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ غلط ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر میں ملکی قوانین پر عمل کرنے والا ہوں۔ اگر میں اپنے ملک سے پیار کرتا ہوں۔ اگر میں ملک کی ترقی کیلئے بھرپور کوشش کر رہا ہوں اور اس کیلئے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور قابلیتیں بروئے کار لا رہا ہوں تو مجھے ایک ایسا شخص نہیں سمجھا جائے گا جو اس معاشرے کا حصہ نہیں بن رہا۔ ملک کے ساتھ وفاداری ظاہر کرنے کیلئے عورتوں کے ساتھ ہاتھ ملانا یا شراب پینا ضروری نہیں ہے۔ بہت سارے عیسائی ہیں جو شراب نہیں پیتے یا شراب خانوں میں نہیں جاتے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ معاشرے کا حصہ نہیں ہیں۔ یہودیوں میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ ہاتھ ملانے کی ممانعت ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اگر یہی حرکت کوئی یہودی کرتا تو آپ اس کو اتنا بڑا مسئلہ نہ بناتے اور اسکے خلاف بولنے والے کو anti-semitism کا نام دے دیتے۔ لیکن چونکہ یہ کسی مسلمان نے کیا ہے اس لئے سب پریشان ہو گئے ہیں۔

☆ نمائندہ نے کہا کہ آپ radical Islam اور عورتوں سے ہاتھ ملانا یا نہ ملانا اس طرح کے سوالات سے تھک گئے ہوں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اسلام کو radical کہنا یا اسلام کا radical ہونا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس سے دنیا کا امن خراب ہو رہا ہے۔ اگر کوئی سویڈش مسلمان radicalise ہوتا ہے تو یہ صرف سویڈن کیلئے پریشان کن نہیں بلکہ وہ دنیا کے کسی بھی ملک کیلئے خطرہ ہے۔ جیسا کہ یہاں سے ایک سویڈش برسلز میں گیا تھا۔ پس اگر مالمو میں ایک شخص radicalise ہوتا ہے تو وہ صرف مالمو کیلئے نہیں بلکہ پوری دنیا کیلئے خطرہ ہے۔ اگر کوئی جنوبی افریقہ یا جنوبی امریکہ میں radicalise ہوتا ہے تو وہ دنیا کے ہر ملک کیلئے خطرہ ہے۔ اگر کوئی ایران، اردن، سیریا یا مصر میں radicalise ہوتا ہے تو وہ ساری دنیا کیلئے خطرہ ہے۔ تو یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس کو مختلف طریق سے حل کرنا ہوگا۔ اسلئے اس کا ہاتھ ملانے والے مسئلہ کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سیاستدانوں نے اس مسئلہ کو صرف اور صرف لوگوں کی توجہ پھیرنے کیلئے اٹھایا ہے۔

☆ اسکے بعد نمائندہ نے سوال کیا کہ آپ کا ہم جنس پرستی کے بارہ میں کیا نظریہ ہے؟ اگر کوئی ہم جنس پرست ہو تو وہ اس نئی بننے والی مسجد میں آ سکتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: قرآن کریم کی نسبت بائبل میں homosexuality پر زیادہ تفصیل سے بات کی گئی ہے۔ اگر آپ حقیقی طور پر عیسائیت پر عمل پیرا ہیں تو آپ اس فعل کو ناپسند کریں گے۔ آپ نے قومِ لوط کا نتیجہ بھی دیکھا جنہیں سزا دی گئی اور تباہ کر دیئے گئے۔ اس کی تفصیل بائبل میں بھی بیان کی گئی ہے۔ اگر آپ خدا پر یقین رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بائبل میں جو بھی لکھا ہے سچ ہے تو بائبل کہہ رہی ہے کہ یہ لوگ اپنی بداعمالیوں کے نتیجہ میں تباہ برباد کر دیئے گئے تھے۔ پھر اس زمانہ کے لوگوں کو سزا کیوں نہیں ملے گی؟ دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی ہم جنس پرست ہے تو کیا ضروری ہے کہ وہ اعلان کرے کہ میں homosexual ہوں؟ اگر کوئی علی الاعلان بھی کہے کہ وہ ہم جنس پرست ہے تو ہم اس کو اس مسجد میں آنے سے نہیں روکیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے ہم اس کو یہ ضرور بتائیں گے کہ اس کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی چاہئے ورنہ قرآن اور بائبل کی تعلیمات کے مطابق اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب اور سزا ملے گی۔ اب تو ماہر نفسیات بھی یہ تسلیم کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک نفسیاتی بیماری ہے جس کا علاج موجود ہے۔ مگر homosexuality کے متعلق بنائے جانے والے قوانین کی وجہ سے وہ خاموش ہیں۔ دیکھیں کہ جب یہ قوانین نہیں بنے تھے اس وقت بھی homosexual موجود تھے مگر ایسے لوگ صرف وہی تھے جنہیں بچپن میں کوئی نفسیاتی مسئلہ تھا جس کی وجہ سے وہ ایسے بن گئے مگر مختلف اسمبلیوں کی طرف سے قوانین کے پاس ہونے کے بعد ایسے لوگ بھی جنہیں بچپن میں کوئی نفسیاتی مسئلہ نہیں تھا وہ بھی ان ہم جنس پرستوں کے زیر اثر آ رہے ہیں۔ اور صرف اور صرف شہوت کی خاطر اس طرف آ رہے ہیں۔ اگر آپ homosexuals کا ڈیٹا دیکھیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ لوگوں کو چالیس یا پچاس سال کے قریب جا کر مسائل پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ اس وقت اپنے پارٹنر کو چھوڑنا چاہتے ہیں۔ بعض جو بڑی عمر میں homosexual کلب وغیرہ میں شامل ہوتے ہیں ان میں سے بعض شادی شدہ بھی ہوتے ہیں جن کی بیویاں بھی پریشان ہوتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ان لوگوں نے ہماری شادی شدہ زندگی برباد کر دی ہے۔ ایسے لوگوں نے پہلے کبھی homosexual کی طرف جانے کا سوچا بھی نہیں ہوتا لیکن اب صرف اور صرف اپنی شہوانیت کی خاطر homosexual clubs میں جانے لگ گئے ہیں۔

اس پر اخباری نمائندہ نے کہا کہ یہ تو صرف ان لوگوں کے لئے جو مذہب کو مانتے ہیں۔ لیکن بہت سارے لوگ تو مذہب کو مانتے ہی نہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں بعض ایسے ہم جنس پرستوں کو جانتا ہوں جو مسلمان ہیں۔ جب میں نے انہیں کہا کہ اپنا علاج کروائیں تو وہ علاج سے ٹھیک ہو گئے۔ انہوں نے homosexual پارٹنر سے اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنا چھوڑ دیا اور پھر عورت سے شادی کی اور اب وہ عورت کے ساتھ تعلق قائم کر کے خوش ہیں۔

☆ اخباری نمائندہ نے کہا کہ پھر آپ کا ایسے لوگوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں تو ایسے لوگوں کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہوں۔ جب مجھے پتہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو سزا دے گا تو میں ان کے ساتھ ہمدردی کی وجہ سے انہیں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور میں ایسے لوگوں سے نفرت نہیں کرتا۔ اگر ان میں سے کوئی ہماری مسجد میں آ کر دعا کرنا چاہے تو وہ آ سکتا ہے۔ میں ان کو مسجد آنے سے نہیں روکوں گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ homosexual نہیں ہیں اور مخالف جنس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں تو کیا آپ سڑکوں پر آ کر یہ تعلق قائم کرتے ہیں؟ یا پھر اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ میں نے یہ تعلق قائم کرنا ہے۔ اگر آپ اعلان نہیں کر رہے تو پھر homosexuals کے بارے میں اتنا شور مچانے کی کیا ضرورت ہے؟ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ میرا اپنی بیوی یا دوست یا پارٹنر کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے کا حق ہے اور میں قائم کرتا ہوں۔ اس کا کہیں بھی اعلان نہیں ہوتا یا کسی اخبار میں کوئی خبر نہیں چھپتی۔

☆ اس کے بعد نمائندہ نے سوال کیا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ جدید معاشرے کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا یقین ہے کہ مذہب اپنی تعلیمات پر عمل پیرا کرانے کے لئے آتا ہے نہ کہ دوسروں کے خیالات اور روایات پر عمل پیرا ہونے کے لئے۔ تمام انبیاء اسی وقت آئے جب روحانیت پست ہو گئی تھی۔ اور یہی حال اب ہے۔ آجکل ہم لوگ دنیا کی طرف حد سے زیادہ مائل ہو چکے ہیں۔ روحانیت اور مذہب اندھیرے کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس کے بارہ میں کوئی نہیں سوچتا۔ یہ صرف جماعت احمدیہ ہی ہے جو کہتی ہے کہ ہمیں تمام بنی نوع انسان کو ان کے خالق کے قریب کرنا ہے تاکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہو سکے۔ پس میں تو ہر ایک کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہوں۔ میں کسی شخص سے نفرت نہیں کرتا۔ اگر میں کسی چیز کو ناپسند کرتا ہوں تو وہ کسی شخص کا کوئی فعل ہوتا ہے نہ کہ وہ شخص۔ اگر کوئی چور ہے یا قاتل ہے تو میں اس کے اس فعل کو سخت ناپسند کرتا ہوں مگر اس شخص کو ناپسند نہیں کرتا۔ میں ایسے شخص کے لئے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور تمام برے کاموں سے توبہ کرے۔ یہی میرا مذہب ہے اور اسی مذہب کو ہم نے پھیلانا ہے۔ اور قرآن کریم کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ اگر آپ اس کو مانتے ہو تو بہت اچھی بات ہے۔ اگر نہیں مانتے تو آپ کی مرضی ہے۔ آپ آزاد ہیں۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ ہم سب انسان ہیں۔ ہم کسی بات کو مانتے ہیں یا اسے رد کرتے ہیں مگر بحیثیت انسان ہم سب کو دوستانہ ماحول میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے۔ اور معاشرے کی ترقی کے لئے کام کرنا چاہئے۔

☆ اس کے بعد اخباری نمائندہ نے کہا کہ اخبارات میں آپ کو مسلم پوپ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بارہ میں آپ کیا کہیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ مجھے مسلم پوپ کہنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔ اگر میں اپنی اصطلاح استعمال کروں تو میں کیتھولک پوپ کو christian caliph کہوں گا (یہ تو صرف اصطلاح ہے)

☆ اس اخباری نمائندہ نے آخری سوال پوچھا کہ کیا آپ کیتھولک پوپ سے مل چکے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میری پوپ سے ملاقات تو کبھی نہیں ہوئی لیکن مجھے پوپ کی بعض تقاریر اور اقوال پسند ہیں۔

اس انٹرویو کے آخر میں اخباری نمائندہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا۔

سویڈش نیشنل ریڈیو کی نمائندہ کا حضور انور سے انٹرویو

بعد ازاں سویڈش نیشنل ریڈیو کی نمائندہ Anna Bubehko نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔

☆ موصوفہ نے کہا کہ میرا طریق ہے کہ جب بھی میں کسی کا انٹرویو لیتی ہوں تو اس سے ان کا تعارف پوچھتی ہوں۔ لہٰذا آپ بھی بتائیں کہ آپ کون ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں خدا تعالیٰ کا ایک عاجز انسان ہوں میرا 2003 میں بطور سربراہ جماعت احمدیہ انتخاب ہوا تھا۔ جس کو ہماری جماعت خلیفہ کے نام سے پکارتی ہے۔ پس تب سے میں اس جماعت کی سربراہی کر رہا ہوں۔

☆ موصوفہ نے پوچھا خلیفہ بننا کیسا لگتا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ یہ کوئی سیاسی یا دنیاوی لیڈرشپ کی طرح نہیں ہے۔ اپنے پیروکاروں کا خیال رکھنا انہیں اسلام، قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل تعلیمات کے بارہ میں بتانا میری ذمہ داری ہے اور اس مقصد کی پیروی کرنا جس کو لیکر بانی جماعت احمدیہ آئے تھے۔ اور وہ مقصد یہ تھا کہ بنی نوع انسان کو اس کے خالق حقیقی کے قریب کیا جائے اور بنی نوع انسان کو حقوق العباد کی ادائیگی کا احساس دلایا جائے۔

ارشاد حضرت امیرالمومنین

’’انسان کسی جگہ بھی بیٹھا ہوا ہو اگر اسے سلسلے کے اخبارات پہنچتے رہیں تو ایسا ہی ہوتا ہے جیسا پاس بیٹھا ہے خلافت سے مضبوط تعلق کیلئے ہر احمدی کو ایم.ٹی.اے سننے کی ضرورت ہے، اس کی عادت ڈالنی چاہئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4؍مارچ 2016)

طالبِ دُعا: بشیر احمد مشتاق (صدر جماعت احمدیہ حلقہ اِرم لین) سری نگر، جموں اینڈ کشمیر

ارشاد حضرت امیرالمومنین

’’احمدیوں کا بہت بڑا کام ہے کہ دُنیا کو ہوشیار کریں اور بتائیں کہ اگر اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ کی تو اللہ تعالیٰ دُنیا میں بہت زیادہ تباہ کن آفات لا سکتا ہے اللہ کرے کہ دُنیا کو عقل آئے۔‘‘

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 12؍فروری 2016)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

☆موصوفہ نے پوچھا کہ دنیا میں ملینز کی تعداد میں احمدی مسلمان ہیں ۔آپ دوران سال کتنا سفر کرتے ہیں؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: گوکہ میں سفر تو کرتا ہوں مگر میں یہ نہیں کہوں گا کہ میں احمدیوں کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ مل چکا ہوں ۔میں نے مشرقی ومغربی افریقہ ، انڈیا ، نارتھ امریکہ ، یورپ ، جاپان ، نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا کے دورے کئے ہیں جہاں میں افراد جماعت کے ساتھ ملا ہوں ۔گزشتہ 13 برس کے دوران میں نے ان ممالک کے دورے کئے ہیں ۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ سال میں دو یا تین ماہ سے زیادہ عرصہ میں باہر گزارتا ہوں ۔

☆موصوفہ نے پوچھا کہ کیا کوئی ایسا ملک بھی ہے جہاں آپ نہ گئے ہوں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : کافی ملک ہیں جہاں میں کبھی نہیں گیا ۔ انڈونیشیا میں ہماری بہت بڑی جماعت ہے وہاں میں کبھی نہیں گیا۔ملائیشیا میں ہماری جماعت ہے وہاں بھی نہیں گیا۔اسی طرح جنوبی امریکہ میں ہماری جماعت میں اضافہ ہورہا ہے اور وہاں بھی نہیں گیا۔مغربی افریقہ کے بعض ممالک میں نہیں گیا ۔سیرالیون ، لائبیریا اور آئیوری کوسٹ نہیں گیا ۔ مشرق وسطیٰ کے ممالک میں ہماری جماعت قائم ہے مگر وہاں نہیں جا سکتا ۔ پاکستان میں ہماری بہت بڑی جماعت ہے جہاں میں خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے رہائش پذیر تھا اور خلیفہ بننے کے بعد وہاں نہیں جا سکتا ۔کیونکہ وہاں ایسے قوانین ہیں جن کی وجہ سے ہم اپنے عقیدے کا اظہار اور پرچار نہیں کر سکتے ۔

☆اس کے بعد موصوفہ نے کہا کہ آپ کے نزدیک اس وقت احمدی مسلمانوں کے لئے سب سے بڑا سوال کیا ہے؟ اور آپ کی توجہ کس طرف ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جیسا کہ میں نے پہلے بتایا کہ میری ذمہ داری بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب کرنا ہے اور یہ کوئی معمولی کام نہیں ہے ۔ آج کے دور میں لوگ مذہب کی بجائے دنیا کی طرف زیادہ رغبت رکھتے ہیں اور پھر یہ بھی ذمہ داری ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے حقوق ادا کریں ۔ کیونکہ جب تک آپ دوسروں کے حقوق ادا نہیں کرتے آپ امن قائم نہیں کر سکتے ۔اگر ہر ایک اپنے اوپر عائد دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کر رہا ہو تو پھر لڑائی جھگڑے کی کوئی صورت نہیں بچتی ۔

☆موصوفہ نے اس پر کہا کہ یہ پہلو تو کافی وسیع ہے ۔آپ کسی ٹھوس بات کی مثال دے سکتے ہیں جس پر آپ کام کررہے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : ہمارا یہی مشن ہے اور اسی مشن پر دنیا بھر میں کام ہورہا ہے۔ایک تو مشنری کا کام ہے یعنی ہم حقیقی اسلامی تعلیمات جو قرآن کریم میں بیان ہوئیں اور پیغمبر اسلام کے اسوہ میں دیکھنے کو ملیں ان کی تبلیغ کرتے ہیں ۔ اور دوسری چیز انسانیت کی خدمت ہے ۔ جو ہم تیسری دنیا کے ممالک میں بجالا رہے ہیں ۔ مثال کے طور پر ہم اسکول ، ہسپتال اور دیگر سہولیات مہیا کر رہے ہیں ۔ تیسری دنیا کے بعض ممالک بالخصوص افریقہ میں بعض ایسی جگہیں ہیں جہاں پینے کا پانی نہیں ہے ۔ پھر ہم نے اس طرح کے کئی اور انسانی خدمت کے پراجیکٹس شروع کر رکھے ہیں ۔ جس میں ماڈل ولیجز کی تعمیر وغیرہ شامل ہیں ۔اس طرح کے کئی اور کام ہیں ۔ مجھے نہیں پتہ کہ آپ معین طور پر کیا پوچھنا چاہتی ہیں ۔

☆اس پر خاتون صحافی نے کہا کہ میری مراد تھی کہ ایسی چیزیں جن پر آپ اس وقت زیادہ توجہ کے ساتھ کام کررہے ہیں ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تبلیغ کا کام ہے ۔ اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کا کام ہے اور پھر انسانی خدمت کا کام ہے ۔یہی دو کام ہماری توجہ کا مرکز ہیں ۔

☆اس کے بعد موصوفہ نے سوال کیا کہ مارچ میں گلاسگو میں ایک احمدی مسلمان کو قتل کردیا گیا تھا ۔کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس واقعہ نے برطانیہ میں جماعت احمدیہ پر کیا اثر کیا؟

حضور انور نے فرمایا: آپ کو پتا ہے کہ یوروپین ممالک اور یوکے میں مذہبی آزادی ہے ۔ ایک قتل کا واقعہ ہوا تھا اور جس شخص نے یہ قتل کیا تھا اس کو پولیس نے پکڑ لیا ہے اور وہ اس وقت جیل میں ہے اور اسے اسکی سزا مل جائے گی ۔ وہاں کی حکومت اور معاشرہ ہمیں تحفظ دے رہا ہے ۔ یہاں تک کہ بعض مسلمان جماعتوں نے بھی ہمارے حق میں نیک جذبات کا اظہار کیا ہے ۔اب مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے یہ حکومت اور میڈیا کے دباؤ میں آکر ایسا کیا ہے یا لوگوں کا دباؤ تھا ۔ لیکن بہر حال یہ جماعت احمدیہ کے لئے نقصان تھا اور اسکے ذریعہ یوکے میں کوئی اچھی مثال قائم نہیں ہوئی ۔

☆موصوفہ نے کہا کیا قتل کے اس واقعہ کے بعد آپ کی مساجد کی سیکورٹی میں اضافہ ہوا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : بالکل اضافہ ہوا ہے حتیٰ کہ بعض علاقوں میں جہاں مسلمانوں کی بڑی تعداد ہے وہاں پولیس نے خود ہمیں اپنی سیکورٹی بڑھانے کا کہا ہے ۔

☆موصوفہ نے پوچھا کہ آپ کا کیا خیال ہے کہ مستقبل میں آپ کو اپنی سیکورٹی میں مزید اضافہ بھی کرنا پڑے گا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ کو پتا ہے کہ دنیا کے حالات کیسے بدل رہے ہیں؟ اور یہ صرف احمدیوں کی سیکورٹی کی بات نہیں بلکہ ہر ایک کی سیکورٹی کا سوال ہے ۔radicalised لوگوں کا سلسلہ اسی طرح کچھ اور عرصہ چلا تو آپ خود بھی محفوظ نہیں ہوں گی ۔ابھی تک یورپ میں احمدیوں کی پبلک جگہوں یا اجتماعوں پر حملہ نہیں ہوا مگر پیرس اور برسلز میں عام جگہوں پر بھی جس طرح حملہ آوروں نے سفاکی کا مظاہرہ کیا وہ آپ نے دیکھ ہی لیا ۔

☆اس کے بعد موصوفہ نے سوال کیا کہ مسلمانوں کے اندر فرقہ واریت میں اضافہ ہورہا ہے اور سنی اور شیعہ کا تنازعہ بھی ہے ۔اس سے آپکی جماعت کو کیا اثر پڑتا ہے ۔آپ اسکے بارہ میں کیا کہیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : شدت پسند مسلمان تو ہر ایک کو نشانہ بنا رہے ہیں ۔وہ مجھے بھی اور آپ کو بھی نشانہ بنا سکتے ہیں ۔ جہاں تک احمدیوں کا تعلق ہے تو ہمیں دوہرا خطرہ ہے کیونکہ وہ لوگ ہمارے عقائد کے اختلاف کی وجہ سے بھی ہمارے خلاف ہیں ۔سنی شیعوں کو مار رہے ہیں اور بعض جگہوں پر خودکش دھماکے کررہے ہیں اور جہاں کہیں شیعوں کو موقع ملتا ہے وہ بھی ایسا ہی کرتے ہیں ۔لیکن ہم امن پسند لوگ ہیں جب دو مساجد میں ہمارے سو کے قریب احمدی مار دیئے گئے اس وقت بھی ہم نے کسی قسم کا بدلہ لینے کی کاروائی نہیں کی ۔ ہم امن کے ساتھ رہتے ہیں حتی کہ حکومت نے بعض لوگوں کو گرفتار بھی کیا جو ان حملوں میں ملوث تھے لیکن ان میں سے بعض کو تو سزا دی گئی اور بعض کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا اور بعض کو ہر قسم کے الزام سے بری قرار دے کر آزاد کر دیا گیا ۔اس وقت بھی ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ملک کا قانون ہمارے خلاف ہے ۔پس یہی ہمارا طریق ہے اور ہم اسی طرح سب کچھ برداشت کرتے ہیں ۔

☆موصوفہ نے کہا کہ آپ نے مذہبی آزادی کی بات کی ہے جس سے میں سمجھتی ہوں کہ آپ لوگ جہاں بھی رہتے ہیں ایک اقلیت کی حیثیت سے رہتے ہیں ۔

☆اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسلم دنیا میں ایک اقلیت کی حیثیت سے رہتے ہیں، مگر یہاں یورپ میں تو بعض خاص نسلوں یا مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ رہتے ہیں ۔جن کا شمار یہاں اقلیتوں میں ہوتا ہے مگر آپ لوگ تو ہمیں مسلمان ہی سمجھتے ہیں جس طرح سنیوں یا شیعوں کو مسلمان سمجھتے ہیں ۔اس لئے یورپ میں ہم مسلمان اقلیت ہیں نہ کہ احمدی اقلیت ۔

☆موصوفہ نے کہا کہ ایک اقلیت کی حیثیت سے ہمیشہ یہ سوال اٹھتا ہے کہ آپ کو اپنی گردونواح میں بسنے والی اکثریت کے رسوم و رواج میں کس حد تک ڈھالنا ہوگا؟ حال ہی میں ایک مسلمان سیاستدان کے خواتین کے ساتھ مصافحہ نہ کرنے پر ہونے والی بحث کا آپ کو علم ہوگا ۔میرا سوال یہ ہے کہ آپ کے گردونواح میں رہنے والی کمیونٹی کی توقعات مثال کے طور پر عورت سے ہاتھ ملانا وغیرہ آپ کی مذہبی آزادی کو کب اور کس طرح فسخ کرتی ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم یہاں اور یورپ میں جہاں کہیں بھی ہیں معاشرہ کا بھرپور حصہ ہوتے ہیں ۔آپ یہاں بھی اگر ہمسائیوں سے پوچھیں ، گوکہ یہ ایک گاؤں ہے جہاں بہت زیادہ آبادی نہیں ہے مگر دوسرے قصبوں اور شہروں میں احمدی ہر جگہ معاشرہ کا بھرپور حصہ ہیں ۔ آپ صحافی ہونے کی حیثیت سے بتائیں آپ کے نزدیک integration کی کیا تعریف ہے؟ آپ کے نزدیک integration کی تعریف اور ہے اور میرے نزدیک اور ہے ۔میرے خیال میں اگر میں ملکی قانون پر عمل کرتا ہوں ، ملک کے ساتھ وفادار ہوں ، ملک کے شہریوں کے حقوق ادا کرتا ہوں اور اس ملک کی ترقی کیلئے بھرپور کوشش کرتا ہوں تو میرے نزدیک میں اس ملک میں integrated ہوں اور اس ملک کا حصہ ہوں ۔اور یہی بات مَیں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے سیکھی ہے کہ وطن سے محبت آپ کے ایمان کا حصہ ہے ۔ ہاتھ ملانا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ یہ تو ثقافتی ، روایتی اور بسا اوقات مذہبی چیز ہے ۔اگر میں ایک مذہبی انسان ہوں اور میرا مذہب مجھے تعلیم دیتا ہے کہ عورت کی عزت کی خاطر اسکے ساتھ ہاتھ نہیں ملانا ، میرا مذہب کہتا ہے کہ عورت کے ساتھ ہاتھ نہ ملاؤ اور اس کی حد سے زیادہ عزت کرو تو یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے ۔ لیکن اس کو جھوٹی شہرت کی خاطر مسئلہ بنایا جارہا ہے اور اسے دیگر مسائل کی نسبت زیادہ اُچھالا جارہا ہے ۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مَیں سمجھتا ہوں کہ یہ اس ملک کا رواج ہے ۔اگر مَیں آپ سے ہاتھ نہیں ملاتا تو اس سے معاشرے کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا ۔ اس سے آپ کے جذبات مجروح نہیں ہوتے ۔اگر میرا مذہب کہتا ہے کہ عورت کے ساتھ اس کی عزت کی خاطر ہاتھ نہ ملاؤ تو اس تعلیم کے پیچھے بھی کوئی حکمت ہے جسے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے ۔مگر مجھے پتہ ہے کہ میری اپنی روایات ہیں ، میری اپنی تعلیمات ہیں جن پر میں عمل کرتا ہوں اور دوسروں کو چاہئے کہ وہ میری روایات کو برداشت کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ integrate کرنے کا یہی طریقہ ہے ۔آج کی دنیا میں ہر ملک میں مختلف مذاہب کے پیروکار رہتے ہیں اور ہر مذہب کے اپنے طور طریقے ہیں جن کے ساتھ ہمیں سمجھوتا کرنا ہوگا ۔اگر آپ مذہبی آزادی سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں تو گردونواح کے معاشرہ کو اس آزادی کو تسلیم کرنا ہوگا ۔ اگر معاشرہ کی طرف سے تقاضے بڑھتے چلے جائیں تو ایک نقطہ ایسا بھی آئے گا جب آپ کو مذہبی آزادی نہیں حاصل ہوگی ۔

☆بعد ازاں موصوفہ نے سوال کیا کہ آپ نے بتایا کہ تبلیغ بھی آپ کے مشن کا حصہ ہے ۔تو کیا سویڈن میں بھی تبلیغ آپ کے مشن کا حصہ ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا : سویڈن میں بھی ہم تبلیغ کررہے ہیں اور بعض سویڈش لوگ ہماری جماعت میں شامل بھی ہوئے ہیں ۔صرف پاکستانی یا ایشین لوگ ہی احمدی نہیں ہیں بلکہ سویڈن میں بھی اور دنیا کے دیگر ممالک میں بھی لوکل

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

''تم خدا تعالیٰ کے ساتھ سچا تعلق پیدا کرو اور اسی کو مقدم کرلو۔''

(ملفوظات جلد4، صفحہ 597)

طالب دعا: امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

کلام الامام

''کوئی شخص مراتب ترقیات حاصل نہیں کرسکتا جب تک تقویٰ کی باریک راہوں کی پروانہ کرے۔''

(ملفوظات جلد4، صفحہ 601)

طالب دعا: سکینہ الہ دین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الدین صاحب آف سکندر آباد

افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہورہے ہیں۔

☆اس کے بعد موصوفہ نے سوال کیا کہ آپ کے نزدیک تبلیغ کا کام کتنی اہمیت کا حامل ہے؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم نے تو یہ پیغام پھیلانا ہے۔ جب انبیاء آتے ہیں تو وہ یہ مشن لیکر آتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا پیغام دیں۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ ہمارا کام بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب کرنا ہے۔ پس تبلیغ کا کام غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ جو لوگ دیکھتے ہیں کہ ہماری تعلیمات اچھی ہیں وہ ہمارے ساتھ شامل ہوجاتے ہیں۔ اسی لئے لاکھوں کی تعداد میں ہر سال لوگ ہماری جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ حتی کہ یہاں بھی جرمنی اور یورپ کے بعض دیگر حصوں میں کافی لوگ ہماری جماعت میں شامل ہورہے ہیں۔

☆ موصوفہ نے کہا تبلیغی کاموں کے حوالہ سے کچھ مزید بتا سکتے ہیں کہ یہ کتنا وسیع ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: تقریباً 207 ممالک میں ہمارے مشن قائم ہیں اور جن ممالک میں احمدیوں کی زیادہ تعداد ہے اُن ممالک کے ہر شہر اور ہر قصبہ میں ہمارے مشن قائم ہیں۔ وہاں ہماری مساجد ہیں۔ ہم اپنا پیغام پھیلا رہے ہیں اور آئندہ بھی پھیلاتے رہیں گے (انشاء اللہ) اس تبلیغ کے نتیجہ میں جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا لاکھوں کی تعداد میں ہر سال احمدی ہماری جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ تبلیغ کے ذریعہ ہم اسلام کی اور قرآن کریم کی حقیقی تعلیمات کا پرچار کرتے ہیں جو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہیں، ایک دوسرے کی عزت واحترام کرنے کی طرف توجہ دلاتی ہیں۔ قرآن کریم میں عورتوں کے حقوق کی ضمانت دی گئی ہے، عورتوں کو وراثت کا حق دیا گیا ہے، عورت کو خلع کا حق دیا گیا ہے۔ یورپ میں تو یہ حقوق چند دہائیاں پہلے دیئے گئے تھے۔ پس یہ وہ تعلیمات اور قرآنی احکام ہیں جن پر ایک سچا مسلمان عمل پیرا ہوتا ہے۔ جب لوگوں کو اسلامی تعلیمات کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے تو وہ ہمارے ساتھ آکر شامل ہوجاتے ہیں۔ ہمارا مقصد اس پیغام کو دنیا کے مختلف حصوں تک لیکر جانا ہے اور یہی کام ہم کررہے ہیں۔

☆اس کے بعد موصوفہ نے پوچھا کہ جمعہ کے روز آپ کا خطبہ لائیو نشر ہوگا۔ اس خطبہ میں آپ کیا پیغام دیں گے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا خطبہ مسجد کے حوالہ سے ہی ہوگا۔ بالعموم جب میں کسی مسجد کا افتتاح کرتا ہوں تو میں مسجد کی اہمیت کا موضوع لیتا ہوں اور بتاتا ہوں کہ یہ مسجد کس طرح بنی اور جماعت نے اس مسجد کے بنانے کے لئے کس طرح قربانیاں کیں۔ ہماری کیا تعلیمات ہیں اور کس طرح ہم سب کو اکٹھے ہوکر اپنے خالق کے سامنے جھکنا چاہئے۔ تو میرے خطبہ کا موضوع مسجد ہی ہوگا۔

☆ موصوفہ نے کہا کہ میرے علم میں آیا ہے کہ آپ یہاں پر مختلف فیملیز کا انٹرویو بھی کریں گے۔ یہ کتنا اہم ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: انٹرویو تو نہیں فیملیوں کے ساتھ ملاقاتیں ہوتی ہیں۔ احمدیوں کے دل میں خلافت کیلئے بہت محبت ہوتی ہے اور خلافت کو بھی جماعت کے لوگوں سے بہت پیار ہوتا ہے جس طرح آپکو اپنے بچوں سے پیار ہوتا ہے۔

یہ چاروں انٹرویوز بارہ بجکر چالیس منٹ پر ختم ہوئے۔

فیملی ملاقات

بعد ازاں پروگرام کے مطابق فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج صبح کے اس سیشن میں 15 فیملیز کے 46 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو ازراہِ شفقت چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ان تمام فیملیز نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ ملاقات کرنے والی ان فیملیز میں سے آٹھ فیملیز کا تعلق سویڈن کی جماعت لولیو سے ہے اور یہ فیملیز 1510 کلومیٹر کا طویل ترین فاصلہ طے کرکے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔ ان میں سے بعض فیملیز ایسی بھی تھیں جو اپنی زندگی میں پہلی بار حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی سعادت پارہی تھیں۔ آج کا دن ان کی زندگی میں ایک انتہائی یادگار اور سعادتوں سے بھرا ہوا دن تھا جب انہوں نے پہلی بار اپنے پیارے کے قرب میں چند گھڑیاں گزاریں اور انتہائی قریب سے دیدار کی سعادت پائی اور اپنے آقا سے باتیں کیں۔

لولیو کا علاقہ سویڈن کے انتہائی شمالی علاقوں میں سے ہے۔ یہاں دسمبر 2007ء میں جماعت قائم ہوئی اور اب امسال اپریل میں جماعت نے ایک عمارت بطور سینٹر حاصل کرلی ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جہاں گرمیوں میں رات صرف نصف گھنٹہ کی ہوتی ہے یعنی ساڑھے تیئیس گھنٹے کا دن ہوتا ہے اور سردیوں میں رات ساڑھے بائیس گھنٹہ کی ہوتی ہے اور صرف ڈیڑھ گھنٹہ پر مشتمل دن ہوتا ہے۔ یہاں جماعت کی تجنید 52۔افراد پر مشتمل ہے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام ایک بج کر پینتالیس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں دو بجے دوپہر حضور انور نے مسجد محمود میں تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔ پروگرام کے مطابق سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔ آج شام کے اس سیشن میں 16 فیملیز کے 61۔افراد اور 9۔احباب نے انفرادی طور پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرف ملاقات پایا۔ اس طرح مجموعی طور پر 70۔افراد نے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ملاقات کرنے والے ہر شخص نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر پچاس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں 9 بج کر 15 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد محمود میں تشریف لاکر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

ڈنمارک کے میڈیا میں حضور انور کے دورہ کے متعلق خبریں

☆ڈنمارک کے لوکل اخبار Hvidover Avls نے اپنی 10؍مئی 2016 کی اشاعت میں حضور انور اور مسجد نصرت جہاں کی نمایاں تصویر کے ساتھ درج ذیل عنوان پر مشتمل آرٹیکل شائع کیا۔

50 سال قبل اس مسجد کی تعمیر ہوئی عالمی جماعت کے امام نے جب مسجد نصرت جہاں کا دورہ کیا تو ’’محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ کا سلوگن مرکزی اہمیت کا حامل تھا۔

مشرق وسطیٰ سے باہمی مقابلہ کی خبروں کے باوجود گزشتہ ہفتہ مسجد نصرت جہاں میں خوشی کا سماں تھا۔ مسجد نصرت جہاں ڈنمارک کی پہلی مسجد، بلکہ نارتھ کے ممالک کی پہلی گنبد نما مسجد جو پرسکون رہائشی علاقہ میں Eriksminde Alle اور Kirkegade کے کونے میں واقع ہے کی تکمیل کے پچاس سال پورے ہونے پر ایک تقریب منائی گئی۔

اس موقع پر عزت مآب خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد جو انٹرنیشنل احمدیہ مسلم جماعت کے عالمی لیڈر ہیں موجود تھے۔ یہ جماعت اسلام میں ایک اصلاح یافتہ جماعت ہے۔ 207 ممالک میں ان کے کئی ملین پیروکار ہیں۔ مخالفت اور مسلمانوں میں ایک اقلیتی جماعت ہونے کے باوجود یہ مسلمانوں میں ایک سب سے بڑی مسلم تنظیم ہے جو ایک عالمی روحانی لیڈر، خلیفہ کے ساتھ منسلک ہے۔

گزشتہ دنوں Hvidover کونسل کے میئر اور بعض دیگر ممبران کونسل نے عزت مآب سے ملاقات کی جس میں خلیفہ کا یہ پیغام تھا کہ امن کی خاطر ہم سب کو مل کر کام کرنا چاہئے۔ امن اس وقت کی نہایت اہم ضرورت ہے۔ انسانوں میں برابری مذہب سے پہلے ہے۔ یہ دوسرا پیغام تھا۔

پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر ہم سب ایک دوسرے کو ماردیں تو پھر مذہب پر عمل کرنے کے لئے کون بچے گا۔ اس امر پر زور دیتے ہوئے اُنہوں نے یہ بات دوبارہ دہرائی کہ انسانیت میں مساوات، مذہب سے پہلے ہے۔

1966 سے یہ مسجد Hvidover کے اس پرسکون رہائشی علاقہ میں ایک خوبصورت آرکیٹیک ہے۔ اور یہ سینٹر کئی دہائیوں سے ڈنمارک میں ایک مثبت مذہبی اور کلچرل انسٹیٹوشن کے طور پر، فراخ دلی، ہمدردی خلق اور باہم مل جل کر رہنے جیسی خوبیوں کے ساتھ کام کررہا ہے۔ اور ان خوبیوں کی وجہ سے ان گنت لوگ اسے وزٹ کرتے ہیں جن میں عام وزٹ کرنے والے، مختلف عقیدہ و مذہب رکھنے والے، منسٹرز، ایمبیسڈرز اور ممبران پارلیمنٹ سبھی شامل ہیں۔ اس ملک کے امام اور صدر احمدیہ مسلم جماعت کا کہنا ہے کہ آئندہ پچاس سالوں کے لئے بھی ہماری یہی خواہش ہے کہ ہم معاشرہ میں اس کام اور خدمت کو پہلے سے بڑھ کر بجالانے والے ہوں۔ احمدیہ مسلم جماعت، اسلام میں عالمی سطح پر ایک پُرامن اور فعال جماعت ہے جس کا مقصد امن کی خاطر کام کرنا ہے۔ اس کی بنیاد 1889 میں حضرت مرزا غلام احمد آف انڈیا (1835۔1908) نے رکھی۔ جس نے اس زمانہ کے لئے مذہبی ریفارمر ہونے کا دعویٰ کیا۔ ان کی یہ کوشش تھی کہ انفرادی طور پر ہر ایک کا تعلق خدا تعالیٰ سے قائم ہوجائے اور بہت سے غلط عقائد جو مرور زمانہ کی وجہ سے راہ پاچکے تھے اور اسلام کا ایک حصہ بن چکے تھے، انہیں دُور کیا۔ مثال کے طور پر انہوں نے تلوار کے جہاد کی بجائے قلم کے جہاد کے بارے میں دلائل دیئے۔ علاوہ ازیں انہوں نے 80 سے زائد کتب تحریر کیں۔

ڈنمارک میں 1950 کی دہائی سے اسلام احمدیہ جماعت ملک کی سب سے قدیمی تنظیم ہے۔ علاوہ دیگر امور 1967 میں سب سے پہلا ڈینش ترجمہ قرآن بھی شائع کیا۔ اور نارتھ میں سب سے پہلی گنبد نما مسجد کی تعمیر ان کی خواتین کی تنظیم نے Hvidover میں کی۔ یہ مسلم برائے امن کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔ اور علاوہ دیگر ڈائیلاگ، میٹنگز، نمائش، چیریٹی کے لئے فنڈز کے حصول، بلڈ ڈونیشن، اور بے گھروں کو کھانا کھلانے جیسے کام سرانجام دیتے ہیں۔ امام کا کہنا ہے کہ ہمارا مقصد ہر سطح پر امن کے لئے کام کرنا ہے۔ اور 207 ممالک میں جہاں ہماری جماعت قائم ہے، ہمارے کئی ملین ممبران معاشرہ میں خوب فعال ہیں اور مثبت رنگ میں معاشرہ میں مفید کام کررہے ہیں۔ ہم اپنے سلوگن محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں کے تحت تمام انسانوں کے ساتھ، مذہبی علاقائی اور دیگر اختلاف کے باوجود اچھے اور پُرامن تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں۔ (اس اخبار کے

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
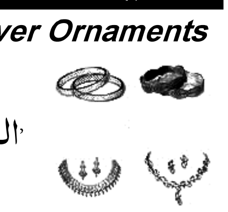
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

قارئین کی تعداد پچاس ہزار ہے)

☆اخبار Kristeligt Dagblad نے مورخہ 11 مئی 2016 کی اشاعت میں لکھا ہے۔(یہ نیشنل اخبار ہے جس کے پڑھنے والوں کی تعداد ایک لاکھ پندرہ ہزار ہے۔ یہ ملک کا سب سے بڑا مذہبی اخبار ہے۔ اس میں شائع ہونے والے مضمون کا ترجمہ ذیل ہے)

مسلمان لیڈر کے ساتھ چرچ منسٹر کا امن کے بارے میں تبادلہ خیال

احمدیہ مسلمانوں کے عالمی لیڈر گزشتہ روز ڈنمارک کے دورہ پر تھے۔ انہوں نے چرچ منسٹر Bertel Haarder (v) کے ساتھ ملاقات کی اور امن کے بارے میں بات کی اور تیسری عالمی جنگ کے بارے میں اپنے خدشات کا اظہار کیا۔

ہلٹن ہوٹل کے کانفرنس ہال Ellehammer Ballroom میں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد کے انتظار میں یہ چہ میگوئیاں ہورہی تھیں کہ کیا ہم کھڑے ہوں گے جب وہ اندر تشریف لائیں گے، اور کیا اُن کی طرف پیٹھ کر کے بیٹھا جاسکتا ہے۔

احمدیہ مسلمانوں کے عالمی روحانی رہنما، مسلمان ممالک میں مخالفت کی وجہ سے لندن میں مقیم ہیں جہاں سے وہ اس عالمی جماعت کی راہنمائی کر رہے ہیں۔

گیارہ سال پہلے وہ اپنی ڈینش جماعت کو وزٹ کرنے کوپن ہیگن آئے تھے اور اس وقت سے ان کے انتظار کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

کمریں ایک بار پھر سیدھی کی گئیں، بہت سے لوگ عزت و احترام کی وجہ سے کھڑے ہوئے اور کیمروں کا کثرت سے استعمال ہوا۔ جبکہ حضرت مرزا مسرور احمد براؤن اچکن اور سفید پگڑی زیب تن کئے ہال میں داخل ہوئے۔ پُرامن ماحول میں سرخ قالین پر چلے اور سٹیج پر چلے گئے۔ یہاں وہ چرچ وکلچر منسٹر Bertel Haarder (v) اور مسجد نصرت جہاں Hvidover کے امام محمد زکریا خان کے درمیان تشریف فرما ہوئے۔

قریباً 150 مہمان استقبالیہ میں مدعو تھے۔ عشائیہ سے قبل تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس میں علاوہ دیگر امور تمام معاملات میں انصاف سے کام لینے کی تلقین تھی اگرچہ دشمن قوم سے ہی معاملات کا تعلق ہو۔ اس کے بعد Bertel Haarder نے تقریر کی جس کے شروع میں یہ بتایا کہ چرچ منسٹر کی حیثیت سے ان کی ایک ذمہ داری یہ ہے کہ ڈنمارک میں تمام مذاہب کے درمیان ہم آہنگی کی فضا پیدا کریں۔ ازاں بعد آپ نے یہ کہا ’’ڈنمارک میں ہمارے ہاں سرکاری طور پر 160 مذہبی تنظیمیں ہیں جن میں سے ہر ایک کو اپنے مذہب پر قائم رہنے اور عمل کرنے کی سہولت ہے۔ اسلام احمدیہ جماعت ایک خصوصیت رکھتی ہے۔ کیونکہ ان کے ممبران اس معاشرہ میں بہت رچے بسے ہوئے ہیں۔ گزشتہ پچاس سالوں سے جب سے آپ یہاں ہیں، ہم اس پُرامن باہمی مل جل کر رہنے پر خوش ہیں۔ یہ میرے لئے بہت خوشی کی بات ہے کہ آپ کی جماعت حقیقی طور پر کھلی باہوں سے اس مذہب / دین کو پیش کرتی ہے جس کا ماٹو محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں ہے۔ Bertel Haarder نے کہا کہ شاید یہ پیغام عام سا لگتا ہے مگر ایسا نہیں ہے۔ انہوں نے اس پر زور دیتے ہوئے کہا کہ یہی وہ امر ہے جس کی اس وقت جب کہ دہشت گردی کے زیادہ خطرات ہیں، بہت ضرورت ہے۔ خاص طور پر اس وجہ سے کہ بہت سے ایسے حملے ان لوگوں کی طرف سے اسلام کے نام پر کئے جاتے ہیں، اس لئے اس امر کی بہت ضرورت ہے کہ یہ اسلام کی ہی ایک شاخ ہے جو اسلام کی نمائندگی بالکل اور رنگ میں پیش کرتی ہے۔ چرچ منسٹر کی اس تقریر کے بعد خصوصی مقرر حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے سامعین سے اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کے بارے میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

اسلام تمام انسانوں کو ہر قسم کی نفرت، دشمنی اور برائی کو دُور کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ نیز آپ نے محبت اور باہمی عزت وتکریم کے جھنڈے تلے جمع ہونے کی تلقین کی۔ نیز آپ نے تیسری عالمی جنگ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ’’اختلافات ساری دنیا میں آگ لگانے کے عمل کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور ہمیں کسی شک میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ ایک خطرناک جنگ کے سائے ہمارے سامنے منڈلا رہے ہیں۔ مختلف بلاکس اور اتحاد ہمارے سامنے بن رہے ہیں۔ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ ہم اصل صورتحال واضح کئے بغیر، ایک خطرناک تیسری عالمی جنگ کی طرف آگے بڑھ رہے ہیں۔ حضرت مرزا مسرور احمد نے کہا کہ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ اس جنگ کے آثار ابھی سے شروع ہوچکے ہیں۔ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ بلاتفریق مذہب اور رنگ ونسل کے ایک دوسرے کی عزت کرنے سے ہم اپنی آئندہ نسلوں کو محفوظ بنا سکتے ہیں۔

مہاجرین کی موجودہ صورتحال اور یورپ میں مہاجرین کے سیلاب کا موضوع بھی زیر بحث آیا۔ خلیفہ نے وثوق سے کہا کہ کوئی بھی ملینز کی تعداد میں مہاجرین کو سمونے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا صرف ایک ہی حل ہے کہ مہاجرین کے اصل وطنوں میں امن قائم کرنے کی خاطر کوئی طریق کار وضع کیا جائے۔ اور اس بات کی کوشش کی جائے کہ ان کے ممالک میں ظلم وستم کو روکا جائے۔ انہوں نے سیاست دانوں اور سیاسی لیڈروں کو اس امر کی توجہ دلائی کہ وہ امن قائم کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیں گے۔ خلیفہ اور 150 مہمانوں کے عشائیہ سے قبل، ہال میں دعا کی گئی۔ ازاں بعد حضرت مرزا مسرور احمد جماعت کی طرف سے اُسی عزت واحترام کے ساتھ ہال سے رخصت ہوئے جس طرح وہ تشریف لائے تھے۔

......☆......☆......☆......

12 مئی 2016 (بروز جمعرات)

صبح چار بج کر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد محمود میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، رپورٹس اور خطوط ملاحظہ فرمائے اور ان خطوط و رپورٹس پر اپنے دستِ مبارک سے ہدایات سے نوازا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد محمود میں تشریف لا کر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائی۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

پروگرام کے مطابق سات بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز سے ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج شام کے اس سیشن میں 23 فیملیز کے 76 / افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔ ہر فیملی نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔

آج ملاقات کرنے والی یہ فیملیز مالمو کی مقامی جماعت کے علاوہ گوٹن برگ اور لولیو سے آئی تھیں۔ گوٹن برگ سے آنے والی فیملیز 285 کلومیٹر اور لولیو سے آنے والی فیملیز 1510 کلومیٹر کا فاصلہ طے کر کے اپنے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچی تھیں۔ ملاقاتوں کا یہ پروگرام آٹھ بج کر پچاس منٹ تک جاری رہا۔ بعد ازاں نو بج کر پندرہ منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد محمود تشریف لا کر نماز مغرب وعشاء جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مالمو شہر میں جماعت احمدیہ کا قیام ستّر کی دہائی میں ہوا جب چند احمدی احباب یہاں آکر مقیم ہوئے۔ سال 1984 میں جماعت نے اس شہر کے علاقہ klogerups میں جماعتی مرکز کے لئے گیارہ سو مربع میٹر کے رقبہ پر مشتمل ایک دو منزلہ عمارت خریدی اور اس کا نام ’’بیت الحمد‘‘ رکھا گیا۔

اس عمارت کے ایک ہال کو مردوں کے لئے اور ایک ہال کو عورتوں کیلئے مسجد کی شکل دی گئی۔ اسکے علاوہ اس عمارت میں دفاتر اور رہائشی اپارٹمنٹ بھی تھا۔

اب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ سویڈن کو مالمو میں ایک وسیع وعریض دو منزلہ ’’مسجد محمود‘‘ اور ساتھ ایک وسیع کمپلکس کی تعمیر کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

مالمو جماعت کے ایک ممبر مکرم احسان اللہ صاحب نے پانچ ہزار مربع میٹر کا ایک قطعہ زمین خرید کر جماعت کو پیش کی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12 ستمبر 2005 کو اپنے سویڈن کے دورہ کے دوران مالمو سے گوٹن برگ کے لئے روانہ ہونے سے قبل اس قطعہ زمین کا معائنہ فرمایا تھا۔

اس مسجد کی تعمیر کا کام جون 2013 میں شروع ہوا۔ مسجد کا یہ قطعہ زمین ایک ٹیلے پر مین ہائی وے کے نزدیک ایک نمایاں جگہ پر واقع ہے۔ یہ ہائی وے E22، E6 ناروے اور سویڈن کو پورے یورپ سے ملاتی ہے اور اس طرح سویڈن اور ناروے کے تمام بڑے شہروں کو بھی ملاتی ہے۔ اس ہائی وے پر سفر کرتے ہوئے دور سے بھی مسجد کی عالیشان عمارت نظر آتی ہے اور اس پر روزانہ کئی ہزار گاڑیاں گزرتی ہیں اور ہر گزرنے والا اس مسجد کو دیکھتا ہے۔

اس کمپلکس کا کل تعمیر شدہ رقبہ 2353 مربع میٹر ہے جو پانچ عمارات پر مشتمل ہے۔ مسجد محمود کا رقبہ 1494 مربع میٹر ہے۔ سپورٹس، ملٹی پرپز ہال کا رقبہ 750 مربع میٹر ہے۔ مربی ہاؤس کا رقبہ 110 مربع میٹر ہے۔ انرجی روم 70 مربع میٹر ہے۔ اس کے علاوہ ایک گیسٹ ہاؤس ہے۔ مختلف دفاتر ہیں۔ دو دفاتر mta کے ہیں۔ تین دفاتر لجنہ اماء اللہ کے لئے ہیں اور مسجد سے متصل تین دفاتر جماعتی عہدیداران کے لئے ہیں۔ ایک دفتر مین گیٹ کے پاس ہے۔ نمائش، لائبریری ہال بھی موجود ہے۔

مسجد کے اندر نچلی منزل پر عورتوں کے لئے اور دوسری منزل پر مردوں کے لئے ہال ہے۔ ہر ہال میں پانچ پانچ سو افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ سپورٹس ہال میں بھی 700 / افراد نماز ادا کر سکتے ہیں۔ اس طرح مجموعی طور پر 1700 لوگ نماز ادا کر سکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت اس مسجد کا نام ’’مسجد محمود‘‘ تجویز فرمایا۔

سویڈن کی سرزمین پر یہ جماعت احمدیہ کی دوسری مسجد ہے۔ پہلی مسجد، مسجد ناصر گوٹن برگ شہر میں 1976 میں تعمیر ہوئی تھی اور اب قریباً 40 سال بعد یہاں دوسری مسجد کی تعمیر مالمو شہر میں ہوئی ہے۔

اس کے علاوہ ملک کے دارالحکومت سٹاک ہوم شہر میں جماعت کا سنٹر ’’بیت العافیت‘‘ ہے اور اب اس سال جماعت نے لولیو شہر میں بھی اپنا سنٹر قائم کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت سویڈن بھی ترقیات کے نئے دَور میں داخل ہو رہی ہے۔

....

مسجد محمود کے افتتاح کے بارہ میں میڈیا کی کوریج

سویڈن کے الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا میں ’’مسجد محمود‘‘ کے افتتاح کے پروگرام کے حوالہ سے کوریج ہوئی ہے۔

Zaid Auto Repair
زید آٹو رپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7,Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

☆آج سویڈش ٹیلی ویژن ’’اسکین ٹی وی‘‘ نے ’’نئی مسجد میں مقدس زیارت‘‘ کے عنوان کے ساتھ خبر دیتے ہوئے بتایا: ان دنوں مالمو میں نئی مسجد کا افتتاح ہو رہا ہے۔ اس کی تعمیر کا مکمل خرچ احمدیہ فرقہ نے دیا ہے جو کہ ہر قسم کی شدّت پسندی کی مذمّت کرتا ہے۔ ہمارا ماٹو ’’محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں‘‘ یہ مرزا مسرور احمد صاحب کا کہنا ہے جو جماعت احمدیہ کے سب سے بڑے لیڈر ہیں اور ان دنوں مالمو میں مسجد کے افتتاح کے لئے آئے ہوئے ہیں۔

بہت سے لوگوں نے مسجد کا نظارہ اُس وقت دیکھا ہوگا جب کہ وہ قریبی سڑک، موٹر وے پر سے گزرتے ہیں۔

اس مسجد کا نام ’’مسجد محمود‘‘ ہے جو کہ جماعت کے دوسرے خلیفہ کے نام پر رکھا گیا ہے۔ بدھ کے دن میڈیا کے لئے مسجد کے دروازے کھولے گئے۔ وسیم احمد ساجد جو لولیو شہر سے یہاں آئے ہیں انہوں نے کہا کہ یہاں آنا ایک بہت بڑی بات ہے اور میرے لئے اعزاز کا موجب ہے۔

ایک سویڈش لڑکی Farida Nilsson بھی اپنے روحانی سربراہ کو ملنے کے لئے لولیو سے یہاں آئی ہے۔ اس نے بتایا کہ میرے آج یہاں آنے کا مقصد حضور سے ملاقات کرنا ہے۔ یہ میرے لئے بہت خوشی کا موقع ہے۔ گو کہ میں پہلے ایک بار لندن میں ان سے مل چکی ہوں۔

جماعت مالمو کی کل تعداد 300 ہے جبکہ سویڈن میں ایک ہزار اور دنیا بھر میں کئی ملینز میں ہیں۔ جماعت احمدیہ ایک سنّی فرقہ ہے جس کی بنیاد پنجاب میں رکھی گئی۔ بعض مسلمانوں کے نزدیک یہ فرقہ متنازعہ ہے کیونکہ اس کا نبوّت سے متعلق اعتقاد و تشریح مختلف ہے۔ بہت سے ممالک میں جماعت کی مخالفت ہوتی ہے۔ پاکستان میں انہیں اپنے آپ کو مسلمان کہلانے کی اجازت نہیں ہے۔ یہ مسجد اس ملک میں سب سے بڑی دوسری احمدیہ مسجد ہے۔

خلیفۃ المسیح مرزا مسرور احمد صاحب کا کہنا ہے کہ یہ عمارت بہت خوبصورت ہے اور مجھے امید ہے کہ یہاں کے رہائشی اسے بہت پسند کریں گے۔

مرزا مسرور احمد صاحب جماعت احمدیہ کے سب سے بڑے روحانی سربراہ ہیں۔ جماعت احمدیہ کا مشن محبت اور امن کا قیام ہے اور یہ جماعت ہر قسم کی دہشت گردی سے کنارہ کرتی ہے۔ اس مسجد میں سب لوگوں کو خوش آمدید کہا جائے گا۔ اس مسجد کے دروازے سب کیلئے کھلے ہیں۔ اذان کی آواز سپیکرز کے ذریعہ مسجد کے اندر ہی گونجتی ہے۔ یہاں ایک سپورٹس ہال اور میٹنگز کیلئے کمرے بھی موجود ہیں۔ مسجد کا تمام خرچہ جماعت احمدیہ نے خود برداشت کیا ہے۔

☆آن لائن اخبار Arvid (24-Malmo Nikka) نے خبر دیتے ہوئے درج ذیل سرخی لگائی۔

’’مسلمان پوپ‘‘ مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں ’’بڑی شخصیت‘‘ اخبار نے لکھا: تعمیر کی اجازت کے سولہ سال بعد اب مالمو کے علاقہ Elisedal میں واقع نئی مسجد محمود کا افتتاح ہو رہا ہے۔ جمعہ کے روز کے تاریخی پروگرام میں جماعت کے عالمی سربراہ بنفس نفیس شامل ہو رہے ہیں۔ 65 سالہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب عالمی جماعت احمدیہ کے سب سے بڑے لیڈر ہیں اور روحانی سربراہ ہیں۔ جماعت احمدیہ اسلام کا ایک فرقہ ہے جس کے دس ملین ممبرز ہیں۔ قبل ازیں آپ یورپین پارلیمنٹ برٹش پارلیمنٹ اور امریکی کانگرس کے کئی ارکان سے بھی خطاب فرما چکے ہیں۔ اب آپ مالمو میں تشریف لا رہے ہیں۔ آپکی آمد مسجد محمود کے تاریخی افتتاح کے موقعہ پر ہے۔

خلیفۃ المسیح ایک نہایت اہم شخصیت ہیں اور یہ دورہ بڑے اعزاز کا موجب ہے۔ جب سے آپ 2003 میں خلیفہ بنے ہیں آپ نے ساری دنیا کا سفر کر کے امن اور رواداری کا پرچار کیا ہے۔ یہ بات سٹاک ہوم میں جماعت کے امام کاشف ورک صاحب نے کہی۔

مرزا مسرور احمد صاحب نے شدّت پسندی کے خلاف ہر جگہ آواز اُٹھائی ہے ان کا کہنا ہے کہ شدّت پسندی کی روک تھام کیلئے پولیس کے اختیارات بڑھانے چاہئیں۔

امریکن اخبار ’’وال اسٹریٹ جرنل‘‘ نے آپ کا نام ’’مسلمان پوپ‘‘ رکھا ہے اس امتیازی مقام کی وجہ سے جو آپ کو جماعت احمدیہ میں حاصل ہے۔ جماعت احمدیہ سویڈن کے لئے جن کے ایک ہزار کے لگ بھگ لوگ سویڈن میں رہتے ہیں یہ نئی مسجد ایک بڑی کامیابی کے مترادف ہے۔ اسکا خرچ جماعت کے افراد نے خود برداشت کیا ہے اور اس کی تیاری سال 2000 سے شروع ہے۔ راستہ میں کئی رکاوٹیں پیش آئی ہیں۔

☆اخبار sydsvenskan نے درج ذیل سُرخی کے ساتھ مسجد کے افتتاح کے پروگرام کے حوالہ سے خبر دی۔

نئی تعمیر کی زیارت کے لئے خلیفہ کی مالمو میں آمد

جماعت احمدیہ کی نئی مسجد کا افتتاح بروز ہفتہ ہو رہا ہے۔ اس کی تعمیر کا معائنہ خلیفہ مسرور احمد صاحب نے بنفس نفیس کیا۔ 24 میٹر بلند عمارت کا کل خرچہ 49 ملین کرونز ہے۔ یہ سارا خرچ افراد جماعت سویڈن نے برداشت کیا ہے۔ اس کا افتتاح ہفتہ کے روز عمل میں آئے گا۔ منگل کے دن جماعت کے سب سے بڑے لیڈر مرزا مسرور احمد صاحب مالمو آئے تھے۔

مرزا مسرور احمد نے کہا کہ جب میں پہلی دفعہ یہاں آیا تھا تو ایک کھلا میدان تھا۔ جب میں کل آیا تو یہاں ایک خوبصورت عمارت واقع تھی۔ ایک دیندار، مذہبی شخص کے لئے یہ نظارہ نہایت جذباتی ہوتا ہے جب اُسے ایک ایسی جگہ دیکھنے کا موقع ملے جہاں لوگ عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔

جماعت احمدیہ اپنے آپ کو ایک امن پسند دین کے طور پر پیش کرتی ہے۔ مگر اس کے عورتوں اور ہم جنس پرستوں کے بارہ میں نظریات دوسروں سے مختلف ہیں۔ خلیفہ کے ساتھ ایک طویل انٹرویو جمعہ کے دن شائع کیا جائے گا۔ (......**باقی آئندہ**)

......☆......☆......☆......

اعلان برائے کارکنان درجہ دوم صدر انجمن احمدیہ قادیان

صدر انجمن احمدیہ قادیان میں محرر کے طور پر خدمت کے خواہش مند احباب کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ:

(1) امیدوار کی عمر 25 سال سے کم ہونی ضروری ہے اور امیدوار کی تعلیم کم از کم 2+10 سیکنڈ ڈویژن کم از کم 45% فیصد نمبر حاصل کئے ہوں۔ اس سے تعلیم زائد ہونے کی صورت میں بھی کم از کم سیکنڈ ڈویژن یا اس سے زائد نمبر ہوں۔ (2) امیدوار کا خوش خط ہونا لازمی ہوگا اور اردو Inpage کمپوزنگ جاننا اور رفتار کم از کم 25 الفاظ فی منٹ ہونی چاہئے۔ (3) صرف وہ امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے محررین کیلئے لئے جانے والے امتحان اور انٹرویو میں پاس ہوں گے۔ (4) جو دوست صدر انجمن احمدیہ میں بطور محرر خدمت کے خواہش مند ہوں اور مندرجہ بالا شرائط پر پورا اُترتے ہوں وہ درخواست دے سکتے ہیں۔ درخواست فارم نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان سے منگوا لیں۔ اپنی درخواست مجوزہ فارم کی تکمیل کر کے نظارت دیوان میں بھجوا دیں۔ درخواست فارم ملنے پر امتحان کا انعقاد کیا جائے گا۔ اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں آئیں گی انہیں پر غور ہوگا۔ (5) نصاب امتحان کمیشن برائے کارکنان درجہ دوم کے ہر جز میں کامیاب ہونا لازمی ہے جو درج ذیل ہے۔

- قرآن کریم ناظرہ مکمل۔ پہلا پارہ با ترجمہ
- چالیس جواہر پارے، ارکان اسلام، نماز مکمل با ترجمہ
- کشتی نوح، برکات الدعا، دینی معلومات
- مضمون بابت عقائد جماعت احمدیہ
- نظم از درّ ثمین (شان اسلام)
- انگریزی بمطابق معیار انٹرمیڈیٹ (2+10)
- حساب بمطابق معیار میٹرک، عام معلومات

(6) تحریری امتحان میں کامیاب ہونے والوں کا انٹرویو ہوگا۔ انٹرویو میں کامیابی لازمی ہے۔ (7) تحریری امتحان و انٹرویو دونوں میں کامیابی کی صورت میں امیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی امیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت مند اور تندرست ہوں گے۔ (8) اگر کسی امیدوار کی جماعت کی کسی آسامی میں سلیکشن ہوتی ہے تو اس صورت میں اس کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔ (9) سفر خرچ قادیان آمد و رفت امیدوار کے اپنے ہوں گے۔

(ناظر دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان)

مزید معلومات کیلئے رابطہ کر سکتے ہیں:

دفتر : 01872-501130 موبائل : 09464066686, 09815433760

e.mail : nazaratdiwanqdn@gmail.com

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

سٹڈی ابراڈ
Study Abroad
Prosper Overseas is the India's Leading Overseas Education Company.
About Us
Prosper Overseas is a One STOP SOLUTION to all International Study Needs. Representing over 500 Universities / Colleges in 9 countries since last 10 years
Achievements
• NAFSA Member Association , USA.
All Services free of Cost
• Certified Agent of the British High Commission
• Trusted Partner of Ireland High Commission
• Nearly 100 % success Rate in Student Admissions in various institutions abroad, Training Classes, and Student Visas.
Corporate Office
Prosper Education Pvt Ltd.
1-7-27/6, Behind Green Park Hotel, Green Lands, Ameerpet, Hyderabad - 500 16, Andhra Pradesh,
Phone : +91 40 49108888.
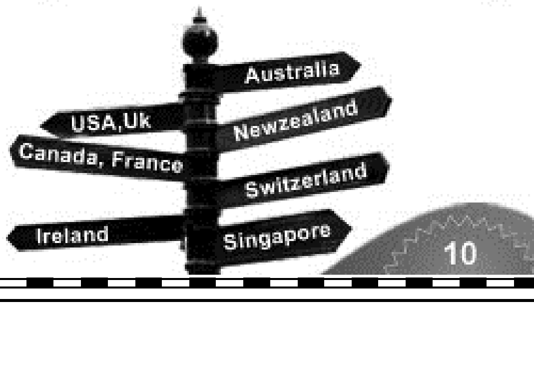

Study Abroad
10 Offices Across India
بیرون ممالک میں
اعلیٰ پڑھائی کرنے کیلئے رابطہ کریں
CMD: Naved Saigal
Website:www.prosperoverseas.com
E-mail: info@prosperoverseas.com
National helpline: 9885560884

رمضان المبارک —— قرب الٰہی، برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ

(سیّد شمشاد احمد ناصر، شکاگو امریکہ) (قسط-3)

تلاوت قرآن کریم

قرآن کریم کا رمضان المبارک سے گہرا تعلق ہے۔حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:’’رمضان کا مہینہ ان مقدس ایام کی یاد دلاتا ہے جن میں قرآن کریم جیسی کامل کتاب کا دنیا میں نزول ہوا۔‘‘

(تفسیر کبیر سورۃ البقرۃ: آیت 186)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ۔ (البقرۃ)

کہ یہ رمضان کا مہینہ ہی تھا جس میں قرآن کریم نازل کیا گیا۔حدیث میں آتا ہے کہ رمضان میں جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے ساتھ مل کر قرآن کریم جتنا نازل ہو چکا تھا اس کا دور مکمل کرتے۔آپ کی وفات کے سال دو مرتبہ قرآن کریم کا دور مکمل کیا گیا۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:’’رمضان کلام الٰہی کو یاد کرانے کا مہینہ ہے اس لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس مہینہ میں قرآن کریم کی تلاوت زیادہ کرنی چاہئے۔‘‘ (تفسیر سورۃ بقرۃ)

پس اس سے رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ رمضان کا مہینہ قرآن کریم کی سالگرہ کا مہینہ ہے اور اس کی سالگرہ یہی ہے کہ اسے بار بار پڑھا جائے اس کے معانی کو سمجھنے کی کوشش کی جائے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق حاصل کی جائے۔

حضرت عبد اللہ بن عمروؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن روزے اور قرآن بندے کے لئے شفاعت کریں گے روزہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس شخص کو دن کے وقت کھانے پینے سے روکا (اور یہ رک گیا) پس میری سفارش اس کے بارے میں قبول فرما اور قرآن کہے گا۔ اے میرے رب! میں نے اس شخص کو رات سونے سے روک دیا تھا (یہ راتوں کو اٹھ اٹھ کر قرآن پڑھتا تھا) پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔پس ان دونوں کی یہ شفاعت اور سفارش قبول کی جائے گی۔ (یعنی اسے بخش دیا جائے گا) (بیہقی شعب الایمان)

حضرت امام الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں:’’تم قرآن کو تدبر سے پڑھو۔اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔‘‘ (کشتی نوح)

پھر فرماتے ہیں:’’سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب الٰہی کو پڑھو، بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی رات دن جھکا رہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں۔اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی۔‘‘ (الحکم 17؍اکتوبر 1900)

قرآن کریم کی تلاوت کرنا، سوچ سمجھ کر پڑھنا پھر اس پر عمل کرنے کی توفیق خدا تعالیٰ سے چاہنا اور اس کے لئے دعائیں کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

رمضان اور دعائیں

حضرت عمرؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:’’رمضان میں اللہ کا ذکر کرنے والا بخشا جاتا ہے اور اس ماہ اللہ سے مانگنے والا کبھی نامراد نہیں رہتا۔‘‘ (جامع الصغیر)

دعاؤں سے انسان اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو جاتا ہے۔اس کی روحانیت بڑھتی ہے اسے توکل کا مقام حاصل ہوتا ہے۔جتنی زیادہ دعائیں ہوں گی اتنی زیادہ ہی روحانی ترقی ہو گی یعنی خدا تعالیٰ سے رشتہ مضبوط ہو گا۔حضرت امام الزمان علیہ السلام فرماتے ہیں:’’رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے، دعاؤں کا مہینہ ہے۔‘‘

(الحکم 24؍جنوری 1901ء)

رمضان دعاؤں کیلئے بہت ہی سازگار اور موزوں ترین ہے کنز العمال میں ایک روایت یوں آتی ہے کہ رمضان کی ہر رات اللہ تعالیٰ ایک منادی کرنے والے فرشتہ کو بھیجتا ہے جو یہ اعلان کرتا ہے:

’’اے خیر کے طالب آگے بڑھ اور آگے بڑھ کیا کوئی ہے جو دعا کرے تو اس کی دعا قبول کی جائے کیا کوئی ہے جو استغفار کرے کہ اسے بخش دیا جائے کیا کوئی ہے جو توبہ کرے تا کہ اس کی توبہ قبول کی جائے۔‘‘

پس اس سے زیادہ دعاؤں کے لئے اور کون سا موسم زیادہ موزوں، مناسب اور سازگار ہو گا۔

قبولیتِ دعا

خدا تعالیٰ دینے والا ہے، مستجاب الدعوات ہے، جب بھی اس کے بندے اس کے آگے عاجزی انکساری فروتنی تضرع وابتہال سے جھکیں گے وہ پالیں گے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

’’اللہ تعالیٰ بڑا حیا والا، بڑا کریم اور سخی ہے جب بندہ اس کے حضور اپنے دونوں ہاتھ بلند کرتا ہے تو وہ ان کو خالی ہاتھ اور ناکام واپس کرنے سے شرماتا ہے۔‘‘ (یعنی صدق دل سے مانگی ہوئی دعا کو وہ رد نہیں کرتا بلکہ قبول فرماتا ہے) (ترمذی کتاب الدعوات)

آپ ﷺ نے فرمایا:’’انسان اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتا ہے جب وہ سجدے میں ہو اس لئے سجدہ میں بہت دعا کیا کرو۔‘‘

(مسلم کتاب الصلوٰۃ باب مایقول فی الرکوع والسجود)

ایک حدیث یوں بھی ہے: آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہئے کہ وہ فراخی اور آرام کے وقت بکثرت دعا کرے۔‘‘

(ترمذی ابواب الدعوات)

ان احادیث کے درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں دعا کی اہمیت اور قبولیت دعا پر ایمان نصیب ہو۔دعا ہی ایسا ہتھیار ہے کہ جس کے ذریعہ ہم خدا تعالیٰ سے ہر خیر طلب کر سکتے ہیں اور ہر شر سے پناہ مانگ سکتے ہیں۔

اس لئے نمازوں میں، پھر سجدوں اور رکوعوں میں بکثرت دعا کرنی چاہئے۔اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگیں اور خوب مانگیں۔ اللہ تعالیٰ دینے والا ہے اور وہ ضرور سنے گا اسی یقین کے ساتھ اس کے در پر جھکے رہیں۔

قبولیت دعا کے لئے ایک یہ گر بھی یاد رہے کہ کوئی بھی دعا مانگنے سے قبل اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور آنحضرت ﷺ پر درود شریف پڑھنا نہ بھولیں۔ پھر دعا مانگیں اور آخر میں بھی اپنی دعاؤں کو درود شریف سے مزین کریں اور پھر درود شریف کی تو ویسے ہی بہت برکتیں ہیں۔اس سے انشاء اللہ دعائیں قبولیت کا درجہ پائینگی۔

(......باقی آئندہ)

......☆......☆......☆......

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 7861: میں ٹی۔خدیجہ زوجہ مکرم موسیٰ حاجی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 70 سال تاریخ بیعت 1985، ساکن pokathe house، nhangattiri، pattambi ضلع palakkad صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19؍مارچ 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔64 سینٹ رہائشی زمین اور ایک مکان (دو بیٹے اور تین بیٹیوں کے ساتھ مشترک)، 48 گرام زیور طلائی 22 کیریٹ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی کے شوقت علی   الامۃ: ٹی خدیجہ   گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7862: میں یوسف کے پی ولد مکرم حیدر کے پی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 54 سال تاریخ بیعت 1982، ساکن kunnumpuriam house (Via pattambi) ڈاکخانہ pallipuram ضلع palakkad صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20؍مارچ 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔36 سینٹ رہائشی زمین پر تین کمروں پر مشتمل ایک مکان۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/1500 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی کے شوقت علی   العبد: یوسف کے پی   گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7863: میں پی ایم زین الدین ولد مکرم موسیٰ حاجی صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 50 سال تاریخ بیعت 1985، ساکن pokathe house، nhangattiri، pattambi ضلع palakkad صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19؍مارچ 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔64 سینٹ رہائسی زمین دو دکان اور ایک مکان (چھ بیڈروم پر مشتمل) خاکسار کی والدہ اور خاکسار کے ایک بھائی اور تین بہن کے ساتھ مشترک۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/20000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی کے شوقت علی   العبد: زین الدین پی ایم   گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7864: میں سمیرا پی ایم زوجہ مکرم زین الدین پی ایم صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 48 سال تاریخ بیعت 1985، ساکن pokathe house، nhangattiri، pattambi ضلع palakkad صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19؍مارچ 2016 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی 48 گرام (22 کیریٹ)، 32 گرام زیور طلائی 22 کیریٹ بطور حق مہر وصول شد۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی کے شوقت علی   الامۃ: سمیرہ پی ایم   گواہ: ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 7865: میں سعید وی پی ولد مکرم وی پی محمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 62 سال تاریخ بیعت 1980، ساکن vettrapparakkal house (Via pattambi) ڈاکخانہ pallaipuram ضلع palakkad صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20؍مارچ 2016 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک ایکڑ 11 سینٹ رہائشی زمین پر 5 کمروں پر مشتمل ایک مکان۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/10000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ٹی کے شوقت علی   العبد: سعید وی پی   گواہ: ناصر احمد زاہد

ارشادِ نبوی ﷺ
اَلصَّلوٰۃُ عِمَادُ الدِّیْن
(نماز دین کا ستون ہے)
طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹوٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگولین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

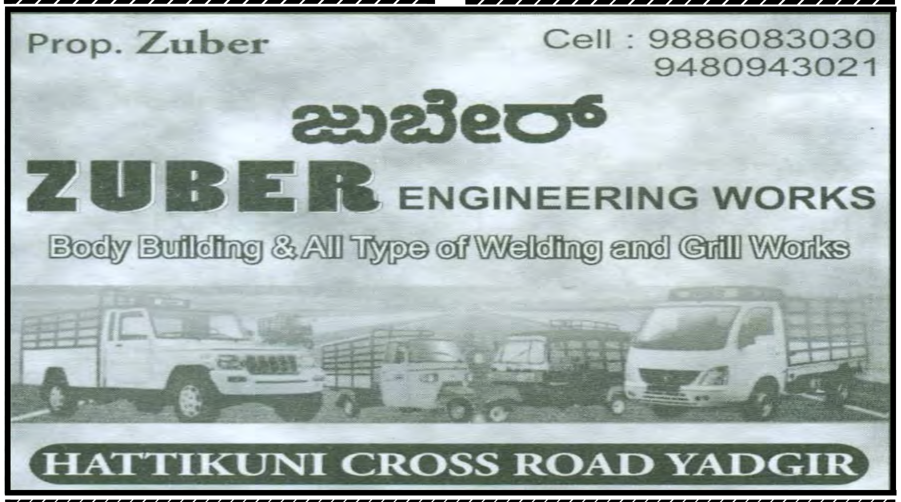

Satnam Singh Property Adviser

کوٹھیاں، پلاٹ، زمین بیچنے اور خریدنے کیلئے رابطہ کریں
ستنام سنگھ پراپرٹی ایڈوائزر
کالونی ننگل باغبانہ، قادیان
+91-9915227821,+91-8196808703

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)

سرمہ نور۔ کاجل۔ حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زدجام عشق (اعصابی کمزوری وشوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبدالقدوس نیاز
098154-09445

Ahmad Travels Qadian

Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Propritor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

MBBS IN BANGLADESH
Session 2016-17
- Recognized By BM & DC, MCI, WHO/IMED
- Lowest Packages Payable in 6 Easy Installments
- Fee Direct Paid to the Collage
- Education at Par with India
- Good Hostel Facility Separately For Boys & Girls
- Good Infrastructure with Own Hospitals
- Secure Enviromwnt

ADMISSION AVAILABLE IN WOMEN'S MEDICAL COLLEGES
Lowest package starts from 30,000 USD, INR 20 LAC (Approx)
Including Hostel for 5 Years (As per last year package)
Fee directly to be paid to college
Contact with Certificates & Passport
NEEDS EDUCATION KASHMIR
(An ISO 9001 : 2008 Certified Consultancy)
Qureshi Building Opp.Akhara Building, Budshah Chowk, Sgr-190001, Kmr, Ind
E-Mail : needseducation@outlook.com
(M) : +91-9419001671 / 9596580243

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 20

دل لے کر آجاؤ۔ صرف شرط اتنی ہے کہ اس کے مناسب حال اپنے آپ کو بناؤ فلیستجیبوا لی پر عمل کرو اور وہ سچی تبدیلی جو خدا تعالیٰ کے حضور جانے کے قابل بنا دیتی ہے اپنے اندر کر کے دکھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے اندر عجیب در عجیب قدرتیں ہیں اور اس میں لا انتہا فضل و برکات ہیں مگر ان کے دیکھنے اور پانے کے لئے محبت کی آنکھ پیدا کرو۔ اگر سچی محبت ہو تو خدا تعالیٰ بہت دعائیں سنتا ہے اور تائیدیں بھی کرتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی سچی محبت کو پانے کے لئے انسان کو کیسا ہونا چاہئے جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ دعائیں بھی سنے اور اپنی قربت کا اظہار بھی کرے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

شرط یہی ہے کہ محبت اور اخلاص خدا تعالیٰ سے ہو۔ خدا کی محبت ایسی شے ہے جو انسان کی سفلی زندگی کو جلا کر اسے ایک نیا اور مصفی انسان بنا دیتی ہے۔ اس وقت وہ وہ کچھ دیکھتا ہے جو پہلے نہیں دیکھتا تھا اور وہ کچھ سنتا ہے جو پہلے نہیں سنتا تھا۔ غرض خدا تعالیٰ نے جو کچھ مائدہ فضل و کرم کا انسان کے لئے تیار کیا ہے اس کے حاصل کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کیلئے استعدادیں بھی عطا کیں ہیں۔ ان سے اگر ہم کام نہ لیں اور خدا تعالیٰ کی طرف قدم نہ اٹھائیں تو کس قدر سستی اور کاہلی اور ناشکری ہے۔

اللہ تعالیٰ کی معرفت کے حصول کے ذرائع کیا ہیں اس کی وضاحت فرماتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ یہ سچی بات ہے خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا۔ انسان کمزور مخلوق ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور کرم کے بدوں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ فضل نہ ہو تو انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کا وجود اور اس کی پرورش اور بقاء کے سامان سب کے سب اللہ تعالیٰ کے فضل پر موقوف ہیں۔ احمق ہے وہ انسان جو اپنی عقل و دانش یا اپنے مال و دولت پر ناز کرتا ہے کیونکہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ ہی کا عطیہ ہے وہ کہاں سے لایا؟ اور دعا کے لئے یہ ضروری بات ہے کہ انسان اپنے ضعف اور کمزوری کا پورا خیال اور تصور کرے۔ جوں جوں وہ اپنی کمزوری پر غور کرے گا اسی قدر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا اور اس طور پر دعا کیلئے اس کے اندر ایک جوش پیدا ہوگا۔ فرمایا جیسے انسان جب مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے اور دکھ یا تنگی محسوس کرتا ہے تو بڑے زور کے ساتھ پکارتا اور چلاتا ہے اور دوسرے سے مدد مانگتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ اپنی کمزوریوں اور لغزشوں پر غور کرے گا اور اپنے آپ کو ہر آن اللہ تعالیٰ کی مدد کا محتاج پائے گا تو اسکی روح پورے جوش اور درد سے بے قرار ہو کر آستانہ الوہیت پر گرے گی اور چلائے گی اور یا رب یا رب کہہ کر پکارے گی۔

حضور انور نے فرمایا: پس سب سے مقدم اپنی دعاؤں کو ہمیں اپنے دین کو بچانے کی دعا کرنی چاہئے۔ جب یہ انسان کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کے قرب کے دروازے کھلتے ہیں اور پھر باقی دعائیں خود بخود قبول ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب اور دعا کی قبولیت کے جو طریق بتائے ہیں اس میں سے سب سے اعلیٰ ذریعہ نماز کی حالت کو بتایا ہے۔ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

نماز کی اصلی غرض اور مغز دعا ہی ہے اور دعا مانگنا اللہ تعالیٰ کی قانون قدرت کے عین مطابق ہے مثلاً ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ جب بچہ روتا دھوتا ہے اور اضطراب ظاہر کرتا ہے تو ماں کس قدر بیقرار ہو کر اس کو دودھ دیتی ہے الوہیت اور عبودیت میں اسی قسم کا ایک تعلق ہے جس کو ہر شخص سمجھ نہیں سکتا۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کے دروازے پر گر پڑتا ہے اور نہایت عاجزی اور خشوع و خضوع کے ساتھ اس کے حضور اپنے حالات کو پیش کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجات کو مانگتا ہے تو الوہیت کا کرم جوش میں آتا ہے اور ایسے شخص پر رحم کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ بھی ایک گریہ کو چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا دودھ اگر پینا ہے اسکے فضل و رحم سے فیض اٹھانا ہے تو اس کیلئے بھی عاجزی انکساری رونا اور چلانا ہوگا۔ فرمایا کہ اس لئے اسکے حضور رونے والی آنکھ پیش کرنی چاہئے۔

پس رمضان میں جبکہ اکثر کی توجہ مسجد کی طرف بھی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف بھی توجہ ہے اسکے ساتھ نوافل کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے اور پھر وہ دعائیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کیلئے ہیں وہ ہمیں ترجیحاً کرنی چاہئیں۔ پہلی دعائیں یہی ہیں باقی دعائیں دنیاوی دعائیں بعد میں آنی چاہئیں۔ ہماری دنیاوی ضروریات کی دعائیں تو پھر اللہ تعالیٰ خود بھی پوری کر دیتا ہے۔

اس وقت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دعا بھی پیش کرتا ہوں جسے ان دنوں میں ہمیں خاص طور پر کرنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ اللہ تعالیٰ کے حضور آپ نے یہ دعا کی تھی کہ

اے رب العالمین تیرے احسانوں کا میں شکر نہیں کر سکتا۔ تو نہایت ہی رحیم و کریم ہے اور تیرے بے غایت مجھ پر احسان ہیں۔ میرے گناہ بخش تا میں ہلاک نہ ہو جاؤں میرے دل میں اپنی خالص محبت ڈال تا مجھے زندگی حاصل ہو اور میری پردہ پوشی فرما اور مجھ سے ایسے اعمال کرا جن سے تو راضی ہو جائے۔ میں تیرے ہی وجہ کریم کے ساتھ اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ تیرا غضب مجھ پر وارد ہو۔ رحم فرما اور دنیا اور آخرت کی بلاؤں سے مجھے بچا کہ ہر ایک فضل تیرے ہی ہاتھ میں ہے۔ آمین ثم آمین۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم دعاؤں کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں یہ رمضان ہمیں ان لوگوں میں شامل کرے اور پھر اس پر مستقل قائم رکھے جو خدا تعالیٰ پر ایمان میں مضبوط ہوتے ہیں۔ اس کے احکامات کو سنتے اور عمل کرتے ہیں اور اپنی ہر بات پر اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرتے ہیں۔ ہمارے اعمال خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہوں اور ہمارے اعتقاد میں پہلے سے بڑھ کر مضبوطی پیدا ہو۔ ہم میں اللہ تعالیٰ کی سچی محبت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دنیا و آخرت کی بلاؤں سے بھی بچائے۔

......☆......☆......☆......☆......

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers

جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91-82830-58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان
The Weekly **BADAR** Qadian
Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 65 Thursday 23 June 2016 Issue No. 25

MANAGER : NAWAB AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Mobile : +91-94170-20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
60 Euro or 80 Canadian Dollar

رمضان میں جبکہ اکثر کی توجہ مسجد کی طرف بھی ہے اللہ تعالیٰ کے فضل سے، اور نماز باجماعت ادا کرنے کی طرف بھی توجہ ہے اس کے ساتھ نوافل کی طرف بھی توجہ دینی چاہئے اور پھر وہ دعائیں جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کے لئے ہیں وہ ہمیں ترجیحاً کرنی چاہئیں پہلی دعائیں یہی ہیں باقی دعائیں، دُنیاوی دعائیں بعد میں آنی چاہئیں، ہماری دنیاوی ضروریات تو پھر اللہ تعالیٰ خود بھی پوری کر دیتا ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 17 ر جون 2016 بمقام مسجد بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ البقرہ کی درج ذیل آیت کی تلاوت فرمائی: وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (سورۃ البقرہ:183)

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً میں قریب ہوں۔ میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔

یہ آیت روزے رکھنے کے حکم، اس کی شرائط اور اس سے متعلق احکامات کی آیات کے قریباً بیچ میں رکھ کر اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان اور دعاؤں کی قبولیت کے خاص تعلق کی طرف توجہ دلائی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تعلق کو یوں بیان فرمایا کہ روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ذریعہ ہے ویسا ہی قرب الٰہی حاصل کرنے کا بھی ذریعہ ہے۔ پس صرف رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کی وجہ سے نہیں ہوسکتا جب تک کہ اسے تقویٰ سیکھنے تقویٰ کی زندگی بسر کرنے اور قرب الٰہی کے حصول کا ذریعہ بنانے کی کوشش نہ کی جائے اور جب یہ صورت ہوگی تو اللہ تعالیٰ سے رمضان میں پیدا کیا ہوا تعلق صرف رمضان تک محدود نہیں ہوگا بلکہ مستقل تبدیلی کے اثرات ظاہر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی یہی اس آیت میں بتایا ہے کہ میں قریب ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس مہینہ میں شیطان جکڑ دیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ قریب آجاتا ہے لیکن کن کے قریب آتا ہے؟ ان کے جو اللہ تعالیٰ کے قرب کو محسوس کرتے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی بات مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حکم فلیستجیبوا لی۔ پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کا پتا لگاتے ہیں اور ان پر عمل کرنے کیلئے لبیک کہتے ہیں۔ اس بات پر یقین اور ایمان رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سب طاقتوں والا ہے۔ اگر میں اس کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس کیلئے خالص ہوتے ہوئے اس سے مانگوں گا تو وہ میری دعا سنے گا۔

پس وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم دعا کرتے ہیں دعائیں قبول نہیں ہوتیں وہ اپنے جائزے بھی لیں کہ کہاں تک خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل ہے؟ اگر ہمارے عمل نہیں، ہمارا ایمان صرف رسمی ہے تو پھر ہمارا یہ کہنا غلط ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو پکارا لیکن ہماری دعائیں قبول نہیں ہوئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو بیان کرتے ہوئے کہ خدا تعالیٰ نے کیا شرائط رکھی ہیں فرمایا کہ پہلی بات اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ لوگ ایسی حالت تقویٰ اور خدا ترسی کی پیدا کریں کہ میں ان کی آواز سنوں۔ تقویٰ پیدا ہو خدا سے ڈریں خدا کا خوف ہو تو پھر اللہ تعالیٰ آواز سنتا ہے۔ دوسری بات کہ مجھ پر ایمان لائیں کیسا ایمان؟ اس بات پر ایمان کہ خدا موجود ہے اور تمام طاقتیں اور قدرتیں رکھتا ہے۔ ایمان بالغیب ہو تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا عرفان بھی ملے گا جس سے خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کے تمام طاقتوں کے مالک ہونے اسکے دعاؤں کا جواب دینے کا تجربہ بھی ہو جائے گا۔ پہلے انسان کو اپنے ایمان کو مضبوط کرنا ہوگا پھر اللہ تعالیٰ قدم بڑھاتا ہے اور پھر ثبوت بھی مہیا ہو جائے گا۔ دعاؤں کی قبولیت کی شرائط اس کے اصول اس کا فلسفہ وغیرہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑی تفصیل سے مختلف مواقع پر روشنی ڈالی ہے۔

بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ جو بھی انہوں نے دعائیں کی ہیں وہ ضرور قبول ہونی چاہئیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ دعا کا اصول یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ قبول دعا میں ہمارے اندیشہ اور خواہش کے تابع نہیں ہو تا دیکھو بچے کس قدر اپنی ماؤں کو پیارے ہوتے ہیں لیکن اگر بچے بے ہودہ طور پر اصرار کریں اور رو کر تیز چاقو یا آگ کا روشن اور چمکتا ہوا انگارہ مانگیں تو کیا ماں باوجود سچی محبت اور حقیقی دل سوزی کے کبھی گوارا کرے گی کہ اس کا بچہ آگ کا انگارہ لے کر ہاتھ جلا لے یا چاقو کی تیز دھار پر ہاتھ مار کر ہاتھ کاٹ لے؟ ہر گز نہیں۔ اسی اصول سے اجابت دعا کا اصول سمجھ سکتے ہیں فرمایا کہ میں خود اس امر میں ایک تجربہ رکھتا ہوں کہ جب دعا میں کوئی جز و مضر ہوتا ہے تو وہ دعا ہر گز قبول نہیں ہوتی۔

فرمایا کہ یہ ایک سچا اور یقینی امر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کو قبولیت کا شرف بخشتا ہے مگر ہر رطب و یابس کو نہیں کیونکہ جوش نفس کی وجہ سے انسان انجام اور مآل کو نہیں دیکھتا اور دعا کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جو حقیقی بہی خواہ اور مآل بین ہے ان مضرتوں اور بد نتائج کو ملحوظ رکھ کر جو اس دعا کے تحت میں بصورت قبول داعی کو پہنچ سکتے ہیں اسے ردّ کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ یہ ردّ دعا ہی اس کے لئے قبول دعا ہوتا ہے۔

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ دعا کے لئے اپنے اعمال اور اعتقاد کو بھی دیکھنا ضروری ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔ اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدا تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے۔ وہ کوئی نہ کوئی ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ جو اصلاح کا موجب ہو جاتا ہے۔ وہ لوگ اس مقام پر ذرا غور کریں جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔ وہ نادان ہیں سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔ فرمایا اور ایاك نعبد کا تقدم ایاك نستعین پر جو کلمہ دعائیہ ہے اس امر کی خاص تشریح کر رہا ہے۔ غرض عادت اللہ ہم یونہی دیکھ رہے ہیں کہ وہ خلق اسباب کر دیتا ہے۔ دیکھو پیاس کے بجھانے کیلئے پانی اور بھوک مٹانے کے لئے کھانا مہیا کرتا ہے مگر اسباب کے ذریعہ۔ پس یہ سلسلہ اسباب یونہی چلتا ہے اور خلق اسباب ضرور ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کے یہ دو نام ہی ہیں کان اللہ عزیزا حکیما عزیز تو یہ ہے کہ ہر ایک کام کر دینا اور حکیم یہ کہ ہر ایک کام کسی حکمت سے موقع اور محل کے مناسب اور موزوں کر دینا۔ دیکھو نباتات جمادات میں قسم قسم کے خواص رکھے ہیں۔ تربدھی کو دیکھو کہ وہ ایک دو تولہ تک دست لے آتی ہے ایسا ہی سقمونیا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر تو قادر ہے کہ یونہی دست آجائے یا پیاس بدوں پانی ہی کے بجھ جائے مگر چونکہ عجائبات قدرت کا علم کرانا بھی ضروری تھا کیونکہ جس قدر واقفیت اور علم عجائبات قدرت کا وسیع ہوتا جاتا ہے اسی قدر انسان اللہ تعالیٰ کی صفات پر اطلاع پا کر قرب حاصل کرنے کے قابل ہوتا جاتا ہے۔

پھر دعا کی فلاسفی کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا کہ دیکھو ایک بچہ بھوک سے بیتاب اور بیقرار ہو کر دودھ کیلئے چلاتا ہے اور چیختا ہے تو ماں کے پستان میں دودھ جوش مار کر آجاتا ہے حالانکہ بچہ تو دعا کا نام بھی نہیں جانتا لیکن یہ کیا سبب ہے کہ اس کی چیخیں دودھ جذب کر لیتی ہیں یہ ایک ایسا امر ہے کہ عموماً ہر ایک صاحب کو اس کا تجربہ ہے۔ بعض اوقات ایسا دیکھا گیا ہے کہ مائیں اپنی چھاتیوں میں دودھ کو محسوس بھی نہیں کرتیں اور بسا اوقات ہوتا بھی نہیں لیکن جونہی بچہ کی دردناک چیخ کان میں پہنچی فوراً دودھ اتر آیا جیسے بچے کی ان چیخوں کو دودھ کے جذب اور کشش کے ساتھ ایک علاقہ ہے ایک تعلق ہے میں سچ کہتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ کے حضور ہماری چلاہٹ ایسی ہی اضطراری ہو تو وہ اس کے فضل اور رحمت کو جوش دلاتی ہے اور اس کو کھینچ لاتی ہے۔

پھر اس کی مزید وضاحت فرماتے ہوئے کہ ماں بچے کی مثال جو آپ نے دی ہے یہ دعا کا فلسفہ ہے اس کے تحت مانگنا انسان کا خاصہ ہونا چاہئے اور جب یہ خاصہ ہو انسان کا تو پھر اللہ تعالیٰ اسے قبولیت کا بھی نظارہ دکھاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ

مانگنا انسان کا خاصہ ہے اور استجابت اللہ تعالیٰ کا جو نہیں سمجھتا اور نہیں مانتا وہ جھوٹا ہے۔ بچہ کی مثال جو میں نے بیان کی ہے وہ دعا کی فلاسفی خوب حل کر کے دکھاتی ہے۔ رحمانیت اور رحیمیت دو نہیں ہیں پس جو ایک کو چھوڑ کر دوسری کو چاہتا ہے اسے مل نہیں سکتا۔ رحمانیت کا تقاضہ یہی ہے کہ وہ ہم میں رحیمیت سے فیض اٹھانے کی سکت پیدا کرے۔ جو ایسا نہیں کرتا وہ کافر نعمت ہے ایاك نعبد کے یہی معنی ہیں کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں ان ظاہری سامانوں اور اسباب کی رعایت سے جو تو نے عطا کیے ہیں دیکھو یہ زبان جو عروق اور اعصاب سے خلق کی ہے۔ اگر ایسی نہ ہوتی تو ہم بول نہ سکتے۔ فرمایا کہ ایسی زبان دعا کے واسطے عطا کی جو قلب کے خیالات تک کو ظاہر کر سکے۔ اگر ہم دعا کا کام زبان سے کبھی نہ لیں تو یہ ہماری شوربختی ہے۔ بہت سی بیماریاں ایسی ہیں کہ اگر وہ زبان کو لگ جاویں تو یکدفعہ ہی زبان اپنا کام چھوڑ بیٹھتی ہے یہاں تک کہ انسان گونگا ہو جاتا ہے ایسا ہی کانوں کی بناوٹ میں فرق آجاوے تو خاک بھی سنائی نہ دے ایسا ہی قلب کا حال ہے وہ جو خشوع و خضوع کی حالت رکھی ہے اور سوچنے اور تفکر کی قوتیں رکھی ہیں اگر بیماری آجاوے تو وہ سب قریباً بیکار ہو جاتی ہیں۔ مجنونوں کو دیکھو کہ ان کے قویٰ کیسے بیکار ہو جاتے ہیں۔ تو کیا یہ ہم کو لازم نہیں کہ ان خداداد نعمتوں کی قدر کریں؟ اگر ان قویٰ کو جو اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل سے ہم کو عطا کیے ہیں بیکار چھوڑ دیں تو لاریب ہم کافر نعمت ہیں۔ پس یاد رکھو کہ اگر اپنی قوتوں اور طاقتوں کو معطل چھوڑ کر دعا کرتے ہیں تو دعا کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتی کیونکہ جب ہم نے پہلے عطیہ سے کچھ کام نہیں لیا تو دوسرے کو کب اپنے لیے مفید اور کارآمد بنا سکیں گے۔

دعا ایک ایسی سرور بخش کیفیت ہے کہ مجھے افسوس ہے کہ میں کن الفاظ میں اس لذت اور سرور کو دنیا کو سمجھاؤں۔ یہ تو محسوس کرنے سے ہی پتہ لگے گا۔ مختصر یہ کہ دعا کے لوازمات سے اول ضروری یہ ہے کہ اعمالِ صالحہ اور اعتقاد پیدا کریں کیونکہ جو شخص اپنے اعتقادات کو درست نہیں کرتا اور اعمال صالحہ سے کام نہیں لیتا اور دعا کرتا ہے وہ گویا خدا تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے۔

پھر دنیاداروں کے اس خیال کو ردّ فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ فائدہ نہیں ملتا حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور رونے دھونے سے کچھ نہیں ملتا بالکل غلط اور باطل ہے جھوٹ ہے۔ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی اور اس کی صفات قدرت و تصرف پر ایمان نہیں رکھتے۔ اگر ان میں حقیقی ایمان ہوتا تو وہ ایسا کرنے کی جرأت نہ کرتے۔ جب کبھی کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے حضور آیا ہے اور اس نے سچی توبہ کے ساتھ رجوع کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس پر فضل کیا ہے۔

فرمایا خدا تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ تم اس کے حضور پاک

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of the Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Harchowal Road, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad